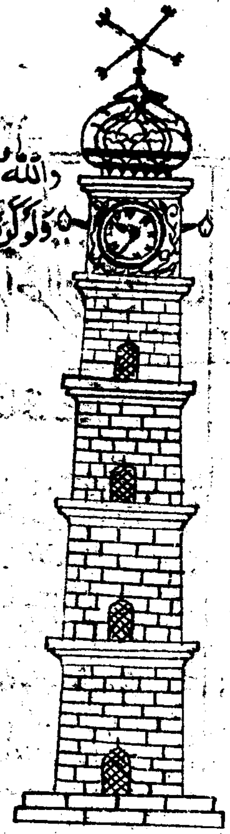
رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ



الحکم

دار الامان قادیان

چہ گویم با تو گر آئی بیا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

جلد ۷ | ۱۷ شوال المکرم سنہ ۱۳۲۰ھ مطابق ۱۷ جنوری سنہ ۱۹۰۳ء | نمبر ۲

صدائے غیبی بتصدیق حضرت مسیح موعود

واقعہ ۱۶ رمضان المبارک سنہ ۱۳۲۰ مطابق ۱۷ دسمبر سنہ ۱۹۰۲ء کو میرے ایکدوست نے جسکا نام میں ظاہر کرنا نہیں چاہتا۔ اور نہ انہوں نے اجازۃ ظاہر کرنے کی دی ہے چند آدمیوں میں حلف اٹھا کر بیان کیا کہ آج رات کو بوقت ۳ بجے ایک شخص مقبول صورۃ کو دیکھا جس کے ایک ہاتھ میں صراحی اور ایک ہاتھ میں پیالہ ہے ادھر ادھر پھرتا ہے میں نے جو اس سے دریافت کیا کہ آپ کون ہیں تو جواب دیا کہ میں جبرئیل ہوں اور جماعۃ احمدیہ کو تلاش کرتا پھرتا ہوں تا کہ انکو آب کوثر پلاؤں پھر میری آنکھ کھل گئی۔ اے مخالفان جماعۃ احمدیہ اب بھی مسیح موعود کی تصدیق میں کسر رہ گئی ہے جلد استغفار اور توبہ کرو اور مسیح موعود کے ہاتھ پر بیعت کرو تا کہ نجاۃ کا سبب ہو ورنہ کف افسوس ملو گے۔ یہ رویا اللہ تعالیٰ نے ایک سخت مخالف کو دکھایا ہے وہ امروز سے نرم اور خائف ہے اور ایمان لے آیا ہے خدا اسکو یہ توفیق دے

المشتہر

ایس۔ ایم۔ یوسف احمدی کمسریٹ ایجنٹ۔ از کیمپ انبالہ بازار توپ خانہ۔

بقیہ نظم الکلام الفصیح فی تعلیم المسیح

از

جناب ثاقب مالیر کوٹلوی

رگ جان سے نزدیک پر دور ہے وہ
پرے آنکھ سے آنکھ کا نور ہے وہ
اگرچہ ہے اس ذات عالی میں وحدت
پہ اس کی تجلی میں پاؤ گے کثرت
جب انسان میں ہو نیا رنگ پیدا
دل و جان سے وہ خدا پر ہو شیدا
وہ صف اپنی ہستی کی ساری الٹ دے
جو اک آن میں اپنی کایا پلٹ دے
جو خود اپنی حالت میں بالکل نیا ہو
نیا ہی خدا اس پہ جلوہ نما ہو
غرض جتنی اور جیسی رنگت دکھلائے
خدا بھی اسے ویسی صورۃ دکھلائے
مگر یاں نہ آنے دو تم تحیر
کہ ممکن ہے کیسے خدا میں تغیر
تغیر خدا میں نہ ہوگا ذرا کچھ
ازل سے نہ بدلا نہ بدلے خدا کچھ
وہ پہلے سے ہے اور کامل خدا ہے
وہ خالق ہے مخلوق اس سے جدا ہے
مگر جب کوئی بڑھ کے نیکی دکھلائے
خدا بھی نئی اک تجلی دکھائے
چڑھے نردبان ترقی پہ جوں جوں
ترقی قدرت کا جلوہ ہو افزوں
وہ قدرت دکھاتا ہے عادت سے بڑھکر
جو بندہ بدل جائے عادت سے بڑھکر
جو ایسا بدل کر دکھائے خدا کو
خوارق میں اور معجزوں میں مثل ہو
جب ایسے خدا پہ یقیں تم کو آئے
تو سمجھیں گے تم ہم پہ ایمان لائے
نہ کچھ فکر نفس اور آرام کی ہو
طلب دل میں صرف اس دل آرام کی ہو
مقدم وہی ہو علائق کو توڑو
الگ ہو کے سب سے فقط اس سے جوڑو
دکھاؤ رہ حق میں صدق و وفا تم
بنو مرد میدان شیر خدا تم
پرستار اسباب ہے ابن آدم
عزیز و اقارب پہ مرتا ہے ہر دم
وہ ہے محو حب عزیزان جانی
یہی دل کی ٹھنڈک یہی شادمانی
مگر تم کو صرف اس خدا کی طلب ہو
مقدم وہی اور اسکا ادب ہو
کرو اسطرح تم عبادت خدا کی
بنو آسماں پر جماعت خدا کی۔

کلمات طیبات
حضرۃ امام آخر الزمان سلمہ الرحمٰن

گذشتہ اشاعۃ سے آگے

اب میرا یہ دعویٰ کہ اس صدی پر **میں** تجدید دین کے لیے بھیجا گیا ہوں صاف ہے میں زور سے کہتا ہوں کہ **اللہ تعالےٰ نے مجھے مامور کیا ہے** اور اسپر ۲۲ برس سے زیادہ کا عرصہ گذر گیا ہے۔ اسقدر عرصہ تک میری تائیدوں کا ہونا یہ اللہ تعالےٰ کا الزام اور حجت ہے ہم لوگوں پر۔ کیونکہ مینے جو مجدد ہونیکا دعویٰ کیا ہے کہ میں مفاسدوں کی اصلاح کے لیے بھیجا گیا ہوں حدیث اور قرآن کی بناپر کیاہے اب جو لوگ میری تکذیب کریں گے وہ میری نہیں اللہ اور اس کے رسول کی تکذیب کریں گے انکو کوئی حق تکذیب کا نہیں پہونچتا جب تک وہ میری جگہ دوسرا **مصلح** پیش نہ کریں کیونکہ زمانہ اور وقت بتاتا ہے کہ مصلح آنا چاہیے کیونکہ ہر جگہ مفاسد پیدا ہوچکے ہیں اور قرآن شریف کہتا ہے کہ ایسی آفتوں کے وقت حفاظت قرآن کے لیے مامور آتا ہے اور حدیث کہتی ہے کہ ہر صدی کے سر پر مجدد بھیجا جاتا ہے پھر ضرورتیں موجود ہیں اور یہ وعدے حفاظت اور تجدید دین کے الگ ہیں تو ان ضرورتوں اور وعدوں کے موافق آنے والے کی تکذیب کی تو دو ہی صورتیں ہیں یا کوئی اور مصلح پیش کیا جاوے یا ان وعدوں کی تکذیب کی جاوے۔

بعض لوگ ایسے دیکھے جاتے ہیں جو کہتے ہیں کہ حفاظت کی کوئی ضرورۃ نہیں ہے وہ سخت غلطی کرتے ہیں۔ دیکھو جو شخص باغ لگاتا ہے یا عمارت بناتا ہے تو کیا اسکا فرض نہیں ہوتا؟ یا وہ نہیں چاہتا کہ اسکی حفاظت اور دشمنوں کی دست برد سے بچانے کے لیے ہر طرح کوشش کرے باغات کے گرد کیسے کیسے احاطے حفاظت کیلیے بنائے جاتے ہیں اور مکانات کو آتشزدگیوں سے بچانے کے لیے نئے نئے مصالح طیار ہوتے ہیں اور بجلی سے بچانے کے لیے تاریں لگائی جاتی ہیں؟

یہ امور اس فطرۃ کو ظاہر کرتے ہیں جو بالطبع حفاظت کے لئے انسانوں میں ہے۔ پھر کیا اللہ تعالیٰ کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ **وہ اپنے دین کی حفاظت کرے**؟ بیشک حفاظت کرتا ہے۔ اور اس نے ہر بلا کے وقت اپنے دین کو بچایا ہے اب بھی جبکہ ضرورۃ پڑی اسنے

مجھے اسی لیے بھیجا ہے

ہاں یہ امر حفاظت کا مشکوک ہو سکتا یا اس کا انکار ہوسکتا تھا اگر حالات اور ضرورتیں اس کی مؤید نہ ہوتیں۔ مگر کئی کروڑ کتابیں اسلام کے رد میں شائع ہوچکی ہیں اور ان اشتہاروں اور دو ورقہ رسالوں کا تو شمار ہی نہیں جو ہر روز اور ہفتہ وار اور ماہوار پادریوں کی طرف سے شائع ہوتے ہیں۔ ان گالیوں کو اگر جمع کیا جاوے جو ہمارے ملک کے مرتد عیسائیوں نے سید المعصومین صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کی پاک ازواج کی نسبت شائع کی ہیں تو کئی کوٹھے ان کتابوں سے بھر سکتے ہیں اور اگر انکو ایک دوسرے کے ساتھ ملاکر رکھا جاوے تو وہ کئی میل تک پہونچ جائیں۔

عماد الدین۔ صفدر علی اور ٹھاکر داس وغیرہ نے جیسی تحریریں شائع کی ہیں وہ کسی پر پوشیدہ نہیں۔ عماد الدین کی تحریروں کے خطرناک ہونے کا بعض انصاف پسند عیسائیوں کو بھی اعتراف ہے چنانچہ لکھنؤ سے جو ایک اخبار شمس الاخبار نکلا کرتا تھا اسمیں اسکی بعض کتابوں پر یہ رائے لکھی گئی تھی کہ اگر ہندوستان میں پھر کبھی غدر ہوا تو ایسی تحریروں سے ہوگا۔ ایسی حالتوں میں ... سکتے ہیں کہ

اسلام کو کیا خطرہ ہے

اس قسم کی باتیں وہ لوگ کرسکتے ہیں جنکو یا تو اسلام سے کوئی تعلق اور درد نہیں اور یا وہ لوگ جنھوں نے حجروں کی تاریکی میں پرورش پائی ہے اور انکو باہر کی دنیا کی کچھ خبر نہیں ہے پس ایسے لوگ اگر ہیں تو ... یہ وہ نہیں ہاں وہ لوگ جو نور قلب رکھتے ہیں جنکو اسلام کے ساتھ محبت اور تعلق ہے اور زمانہ کے حالات سے آشنا ہیں انکو ... پڑتا ہے کہ یہ وقت کسی

عظیم الشان مصلح کا وقت ہے

غرض اسوقت میرے مامور ہونے پر بہت سی شہادتیں ہیں

اول اندرونی شہادۃ

دوم بیرونی شہادۃ

سوم صدی کے سر پر آنیوالے مجدد کی نسبت حدیث صحیح

چہارم اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ کا وعدہ حفاظت۔

اب پانچوین اور زبردست شہادۃ میں اور پیش کرتا ہوں اور وہ سورۃ النور میں وعدہ استخلاف ہے۔ اسمیں اللہ تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

اس آیت میں استخلاف کے موافق جو خلیفے آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ میں ہوں گے وہ پہلے خلیفوں کی طرح ہونگے اس قرآن شریف میں آنحضرۃ صلے اللہ علیہ وسلم کو مثیل موسیٰ فرمایا گیا ہے جیسے فرمایا ہے اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا۔ اور آپ مثیل موسیٰ استثنا کی پیشگوئی کے موافق بھی ہیں پس اس مماثلت میں جیسے **کَمَا** کا لفظ فرمایا گیا ہے ویسے ہی سورہ نور میں **کَمَا** کا لفظ ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ موسوی سلسلہ اور محمدی سلسلہ میں مشابہت اور مماثلت تامہ ہے۔ موسوی سلسلہ کے خلفا کا سلسلہ حضرۃ عیسیٰ علیہ السلام پر آکر ختم ہوگیا تھا اور وہ حضرۃ موسیٰ علیہ السلام کے بعد چودھویں صدی میں آئے تھے۔ اس مماثلت کے لحاظ سے کم از کم اتنا تو ضروری ہے کہ چودھویں صدی میں ایک خلیفہ اسی رنگ و قوۃ کا پیدا ہو جو مسیح سے مماثلت رکھتا ہو اور اس کے قلب اور قدم پر ہو۔ پس اگر اللہ تعالیٰ اس امر کی اور دوسری شہادتیں اور تائیدیں نہ بھی پیش کرتا تو یہ سلسلہ مماثلت بالطبع چاہتا تھا کہ چودھویں صدی میں عیسوی بروز آپ کی امت میں ہو ورنہ آپ کی مماثلت میں

معاذ اللہ ایک نقص اور ضعف ثابت ہوتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے نہ صرف اس مماثلت کی تصدیق اور تائید فرمائی بلکہ یہ بھی ثابت کر دکھایا کہ مثیل موسیٰ موسیٰ سے اور تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل تھے

حضرت مسیح علیہ السلام جیسے اپنی کوئی شریعت لیکر نہ آئے تھے بلکہ توریت کو پورا کرنے آئے تھے اسی طرح محمدی سلسلہ کا مسیح اپنی کوئی شریعت لیکر نہیں آیا

بلکہ قرآن شریف کے احیاء کے لیے آیا ہے

اور اس تکمیل کے لیے آیا ہے جو

تکمیل اشاعتہ ہدایت کہلاتی ہے

تکمیل اشاعتہ ہدایت کے متعلق یاد رکھنا چاہیے۔ کہ آنحضرة صلے اللہ علیہ وسلم پر جو اتمام نعمت اور اکمال الدین ہوا۔ تو اسکی دو صورتیں ہیں اول تکمیل ہدایت دوسری تکمیل اشاعتہ ہدایت۔ تکمیل ہدایت من کل الوجوہ آپ کی آمد اول سے ہوئی۔ اور تکمیل اشاعتہ ہدایت آپ کی آمد ثانی سے ہوئی۔ کیونکہ سورہ جمعہ میں جو اٰخَرِیۡنَ مِنۡهُمۡ والی آیت آپ کے فیض اور تعلیم سے ایک اور قوم کے طیار کرنے کی ہدایت کرتی ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی ایک بعثت اور ہے۔ اور یہ بعثت بروزی رنگ میں ہے جو اسوقت ہو رہی ہے پس یہ وقت تکمیل اشاعتہ ہدایت کا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اشاعت کے تمام ذریعے اور سلسلے مکمل ہو رہے ہیں۔ چھاپہ خانوں کی کثرة اور آئے دن انمیں نئی باتوں کا پیدا ہونا۔ ڈاکخانوں۔ تاربرقیوں۔ ریلوں۔ جہازوں کا اجرا اور اخبارات کی اشاعت ان سب امور نے مل ملا کر دنیا کو ایک شہر کے حکم میں کر دیا ہے پس یہ ترقیاں بھی دراصل آنحضرة صلے اللہ علیہ وسلم کی ہی ترقیاں ہیں کیونکہ اس سے آپکی کامل ہدایت کے کمال کا دوسرا جزو تکمیل اشاعتہ ہدایت پورا ہو رہا ہے۔ اور یہ اسی کے موافق ہے جیسے مسیح نے کہا تھا کہ میں توریت کو پورا کرنے آیا ہوں اور میں کہتا ہوں کہ

میرا ایک کام یہ بھی ہے کہ تکمیل اشاعت ہدایت کروں

غرض یہ عیسوی مماثلة بھی ہے علاوہ بریں حضرة عیسیٰ کے زمانہ میں بھی جو آفتیں پیدا ہوگئی تھیں اسی قسم کی یہاں بھی موجود ہیں اندرونی طور پر یہودیوں کی حالت بہت بگڑ گئی تھی اور تاریخ سے اس امر کی شہادة ملتی ہے کہ توریت کے احکام انھوں نے چھوڑ دیے تھے بلکہ اس کے بجائے طالمود اور بزرگوں کی روایتوں پر زیادہ زور دیتے تھے۔ اسوقت مسلمانوں میں بھی ایسی ہی حالت پیدا ہوگئی ہے کتاب اللہ کو چھوڑ دیا گیا ہے اور اس کے بجائے روایتوں قصوں پر زور مارا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ سلطنت کے لحاظ سے بھی ایک مماثلت ہے اسوقت رومی گورنمنٹ تھی۔ اور اسوقت برٹش گورنمنٹ ہے جسکے عدل و انصاف کا عام شہرہ ہے۔ اور یہ میں پہلے بتا چکا ہوں کہ وہ بھی چودھویں صدی میں آئے تھے اور اسوقت بھی چودھویں صدی ہے ان سب کے علاوہ ایک اور سر بھی ہے جو مماثلت کو مکمل کرتا ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرة مسیح اخلاقی تعلیم پر زیادہ زور دیتے تھے اور موسیٰ کی جبادوں کی اصلاح کرنے آئے تھے انھوں نے کوئی تلوار نہیں اٹھائی **مسیح موعود** کے لیے بھی مقدر تھا کہ وہ اسلام کی خوبیوں کو تعلیم کی سچائیوں سے قائم کرے اور اس اعتراض کو دور کرے جو اسلام پر اسی رنگ میں کیا جاتا ہے کہ وہ تلوار کے ذریعہ پھیلایا گیا ہے یہ اعتراض مسیح موعود کے وقت میں بالکل اٹھا دیا جاوے گا کیونکہ وہ اسلام کے زندہ برکات اور فیوض سے اسکی سچائی کو دنیا پر ظاہر کریگا۔ اور اس سے یہ ثابت ہوگا کہ جیسی آج اسی ترقی کے زمانہ میں بھی اسلام محض اپنی پاک تعلیم اور اس کے برکات اور ثمرات کے لحاظ سے موثر اور مفید ہے ایسا ہی ہمیشہ اور ہر زمانہ میں مفید اور موثر پایا گیا ہے کیونکہ **یہ زندہ مذہب ہے** یہی وجہ تھی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جب آنیوالے مسیح موعود کی پیشگوئی فرمائی اسکے ساتھ ہی یہ بھی فرمایا یَضَعُ الۡحَرۡبَ۔ وہ لڑائیوں کو اٹھا دیگا۔ اب ان ساری شہادتوں کو جمع کرو۔ اور بتاؤ کہ کیا اسوقت ضرورت نہیں کہ کوئی

آسمانی مرد نازل ہو؟

جب یہ مان لیا گیا کہ مجدد کا آنا ضروری ہے تو یہ بھی ماننا پڑیگا کہ صدی پر مجدد یقیناً ہوگا۔ پھر جب [illegible] تو اس مماثلت کے لحاظ سے ضروری ہے کہ اس صدی کا مجدد مسیح ہو کیونکہ چودھویں صدی پر ہی مسیح موسیٰ کے بعد آیا تھا۔ اور آجکل چودھویں صدی ہے چودہ کے عدد کو بڑی مناسبت ہے چودھویں صدی کا چاند کامل ہوتا ہے اسی کیطرف اللہ نے لَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰهُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّةٌ میں اشارہ کیا ہے یعنی ایک بدر تو وہ تھا جبکہ رسول اللہ صلعم نے اپنے مخالفوں پر فتح پائی۔ اسوقت بھی آپکی جماعة قلیل تھی اور ایک بدر یہ ہے۔ بدر میں چودھویں صدی کیطرف اشارہ ہے اسوقت بھی اسلام کی حالت اذلہ کی سی رہی ہے سو ان سارے وعدوں کے موافق اللہ تعالیٰ نے

مجھے مبعوث کیا ہے

احادیث میں یہ بھی آیا ہے کہ آنے والے موعود کے وقت دنیا **ظلم اور زور** سے بھری ہوئی ہوگی ظلم اور زور سے یہ مراد نہیں کہ اسوقت حکومت ظالم ہوگی جو لوگ یہ سمجھتے ہیں وہ سخت غلطی کرتے ہیں آنے والے مسیح کے وقت میں ضروری ہے کہ سلطنت عادل ہو اور امن ہو اور ہم اللہ تعالیٰ کا شکر کرتے ہیں کہ ہمکو ایسی عادل اور امن دوست گورنمنٹ اس نے عطا کی ہے جسکی نظیر آج دنیا کی کسی سلطنت میں نہیں ملتی ہے جیسے مسیح کے زمانہ میں رومی گورنمنٹ جو اپنے عدل و انصاف کے لیے مشہور تھی۔ مگر ہماری گورنمنٹ رومی گورنمنٹ سے بدرجہا بہتر اور بڑھ چڑھ کر عادل ہے یہانتک کہ اس مقدمہ میں جو پادری مسٹر مارٹن کلارک کیطرف سے مجھپر ہوا تھا کپتان ڈگلس جو ان دنوں گورداسپور کا کمشنر تھا۔ باوجودیکہ بعض کوتاہ اندیشوں کا یہ خیال تھا کہ ایک معزز پادری کیطرف سے مقدمہ ہے لیکن اس انصاف پسند حاکم نے اصلیت کو نکال لیا اور معلوم کر لیا کہ وہ مقدمہ بعض ادنیٰ درجہ کے آدمیوں کی چالاکی کا نتیجہ تھا۔ کپتان ڈگلس جو آجکل دہلی میں ڈپٹی کمشنر ہیں ہمیشہ تک اس عدیم المثل انصاف کے باعث مشہور رہیں گے اور یہ تو گورنمنٹ کے ایک عہدہ دار کی مثال ہے

سورۂ جمعہ پر حضرت حکیم الامۃ کا وعظ

گذشتہ اشاعت سے آگے۔

کثرت کے ساتھ وہ لوگ جو علما کہلاتے ہیں ایسے ملیں گے جو یہ کہتے ہیں کہ تبارک الذی یاد ہے اور کچھ نماز جنازہ آجاوے گویا سارے قرآن میں انکو اتنی ہی ضرورت ہے کہ مردے یا نئے تعلق نکاح وغیرہ سے کچھ ملجاوے۔ قرآن کی غرض وغایت ان کے نزدیک صرف اتنی ہی ہے اس سے آگے کچھ نہیں۔ مصنفوں کو دیکھو کتابیں لکھتے ہیں مطلب صرف اتنا ہے کہ کچھ فائدہ ہو۔ ان اسفار کا نتیجہ گدھے کی طرح ہے جو فوائد قلیلہ کے لیے اسقدر بوجھ اٹھاتا ہے کیا بری مثال ہے وہ جامع اخلاق انسان جو صفات عالیہ کا وارث ہوسکتا ہے اور خدا تعالے کے فضل ورحم کا وارث بن سکتا ہے وہ انسان جس کا خدا اللہ ہے اور بچھڑا نہیں وہ اسبات پر ایمان لاتا ہے کہ اخلاق فاضلہ کے حاصل کرنے مثالی زندگی کو معلوم کرنے کے لیے ضروری ہے کہ کوئی معلم آوے جو مزکی ہو اور تالی آیات اللہ کا ہو۔ مجھے اس آیت نے بارہا متاثر بنایا ہے أَفَلَا يَرَوْنَ أَلَّا يَرْجِعُ إِلَيْهِمْ قَوْلًا وہ معبود کیسا ہوسکتا ہے جو کسی کی بات کا جواب ہی نہیں دیتا اگر وہ کسی ایک سے بھی بولتا تو کم از کم یہ الزام اٹھ جاتا۔ جو لوگ یہ مانتے ہیں کہ اللہ تعالے اب کسی سے کلام نہیں کرتا مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ وہ بچھڑے خدا پر ایمان لائے ہیں نہ کہ متکلم خدا پر۔ وہ ہرگز نہیں مانتے کہ وہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین خدا ہے ایک نیچری ۔ ۔ ۔ کہتا ہے کہ دعاؤں کا کچھ نتیجہ اور اثر نہیں اس قسم کا اعتقاد رکھنے والا بھی خدا کو بچھڑا ہی مانتا ہے اسلام کے خدا پر وہ یقین نہیں لاتا جسکی بابت یقین رکھنا ضروری ہے کہ وہ اللہ وہی ہے جو فرماتا ہے ادعونی استجب لکم

غرض انسان اسفار سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا جب تک معلم مزکی موجود نہ ہو۔ اگر ساری دانش اور قابلیت کتابوں پر منحصر ہوتی تو میں سچ کہتا ہوں کہ میں سب سے بڑھ کر مجربہ کار ہوتا کیونکہ جسقدر کتابیں مینے پڑھی ہیں بہت تھوڑے ہوں گے جنہوں نے اسقدر مطالعہ کیا ہو اور بہت تھوڑے ہونگے جنکے پاس اسقدر ذخیرہ کتب کا ہو مگر میں یہ بھی سچ کہتا ہوں کہ وہ ساری کتابیں اور سارا مطالعہ بالکل رائگاں اور بیفائدہ ہوتا اگر میں امام کے پاس اور اسکی خدمت میں نہ ہوتا۔ مجرد کتابوں سے آدمی کیا سیکھ سکتا ہے جبتک مزکی نہ ہو۔ اب میری حالت یہ ہے کہ جبکہ مینے محض خدا کے فضل سے راستباز کو پالیا ہے تو ایک منٹ بھی اس سے دور رہنا نہیں چاہتا یہانتک کہ ایک نے ہزار روپیہ دیکر بلوانا چاہا مگر مینے گوارا نہ کیا۔ پھر اسپر مجھے تعجب اور حیرت ہوتی ہے کہ ہمارے دوسرے بھائی کیونکر قادیان سے باہر جانا چاہتے ہیں۔ میں یہ باتیں صرف تحدیث بالنعمۃ کے طور پر کہتا ہوں شاید کسیکو فائدہ ہو + کہ مینے بہت کتابیں جمع کیں لیکن جو کچھ مجھے ملا محض اسکے فضل سے ملا۔ تم نہ تھی کوئی دعوی نہ تھا اسوقت میرے دل نے مان لیا تھا کہ یہ سچا ہے میرے لیے اسکی سچائی کی دلیل اور نشان میں آپ ہی تھا پھر میرا لڑکا عبد الحی آیۃ اللہ ہے محمد احمد مرگیا تھا لودھیانہ کے ایک معترض نے اسپر اعتراض کیا میرے غافل قلب نے اسکی پرواہ کی اور حقیقت میں میری یہ حالت تھی کہ میں محض اولاد کا خواہشمند نہ تھا میں اسی مجلس میں ایک شخص کو بطور شہادت پیش کرسکتا ہوں اور وہ ایڈیٹر الحکم ہے کہ ایک طبیب نے جو اشتہاری ہے مجھے اسکی معرفت پیغام دیا کہ تم میرا علاج کرو تمہارے یہاں اولاد ہوجاوے گی۔ میں نے اسکو یہی جواب دیا کہ مجھے محض اولاد کی ضرورت نہیں بلکہ سعادتمند اولاد کی ضرورت ہے اگر اس کا کوئی نسخہ تمہارے پاس ہو تو میں کئی ہزار روپیہ دینے کو طیار ہوں اسکا جواب اس نے کچھ نہ دیا۔ (ایڈیٹر۔ یہ واقعہ بالکل درست اور صحیح ہے) غرض مینے اس لودھیانوی معترض کی تحریر کا کچھ بھی لحاظ نہ کیا اور [illegible] مدعی مگر میرے آقا امام نے اسپر توجہ کی [illegible] بشارت ملی جو انوار الاسلام کے [illegible] پر درج ہے اور پھر اسکے چند برس [illegible] بچہ جس کا نام عبد الحی ہے پیدا ہوا [illegible] کشف کے مطابق اسکے جسم پر بعض پھوڑے [illegible] تھے جن کے علاج میں میری طبابت گرد تھی [illegible] ان پھوڑوں کی بابت سخت تکلیف تھی اور وہ ساری رات اور دن بھر تڑپتا اور بیچین رہتا جسکے ساتھ ہمکو بھی کرب ہوتا مگر ہم مجبور تھے کچھ نہ کرسکتے تھے ان پھوڑوں کے علاج کیطرف بھی اس کشف میں ایما تھا اور اسکی ایک جز ہلدی تھی اور اسکے ساتھ ایک اور دوائی تھی جو یاد نہ رہی تھی ہم نے اسکے اضطراب اور کرب کو دیکھکر چاہا کہ ہلدی لگائیں آپ نے کہا کہ میں جرأت نہیں کرسکتا کیونکہ اسکا دوسرا جزو یاد نہیں مگر ہم نے غلطی کھائی اور ہلدی لگادی جس سے وہ بہت ہی تڑپا اور آخر ہمکو وہ دھونی پڑی۔ اس سے ہمارا ایمان تازہ ہوگیا کہ ہم کیسے ضعیف اور عاجز ہیں کہ اپنے قیاس اور فکر سے اتنی بات نہیں نکال سکے۔ اور یہ مامور اور مرسلوں کی جماعت ایک سٹیشن اور کل کیطرح ہوتے ہیں جس کے چلانے والا اللہ تعالے ہی ہوتا ہے اسکے بلائے بغیر یہ نہیں بولتے غرض میرا ایمان ان نشانوں سے بھی پہلے کا ہے۔ اور یہ خدا کا فضل ہے کہ اس نے ہمکو نشان کے بغیر نہ چھوڑا سیکڑوں نشان دکھا دیے۔ اور خود میرے ہی گھر میں نشان موجود ہے جسکا مینے ذکر بھی کیا ہے۔

یہ بات بھی یاد رکھو کہ جو لوگ اپنا ایمان کسی نشان سے مشروط رکھتے ہیں وہ ٹھوکر کھاتے ہیں کیونکہ وہ اللہ تعالے کو آزمانا چاہتے ہیں اور اس سوء ادبی اور جرأت کی سزا انکو یہ ملتی ہے کہ وہ محروم رہ جاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ جو لوگ اقتراحی معجزات مانگتے ہیں انکو کوئی نشان نہیں دیا جاتا ہے مینے اب بھی ایسے لوگ دیکھے ہیں جو اس قسم کے اعتراض اور جرأت کیا کرتے ہیں کہ اتنے عرصہ میں فلاں قسم کا عذاب ہمپر آجائے۔ وہ اللہ تعالے کو اپنی عقل اور رحم کے پیمانہ میں محدود کرنا چاہتے ہیں اور اسپر حکومت کی خواہش کرتے ہیں حالانکہ اللّٰہ غالب علی امرہٖ اسی کی شان ہے۔

مختصر یہ کہ ہم محتاج تھے اور قحط زدہ تھے نظر ہم چاہتے تھے کہ اسوقت ہماری دستگیری کیجاوے لیکن ہماری صرف صورۃ سوال تھی اگر ہم میں عقل ہوتی تو زمانہ کیحالت کو دیکھکر آنیوالے کی تلاش کرتے مگر میں پھر بھی اللہ تعالی کے بڑے فضل کا شکریہ کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ٹھوکر نہیں کھانے دی بلکہ میری حفاظت فرمائی۔

(باقی آیندہ)

ڈائری حضرت امام الزمان سلمہ الرحمان

بقیہ دربار شام

اس لیے اسقدر مانگو کہ اس نقطہ تک پہنچ جاؤ کہ رقت پیدا ہو جائے۔ جب یہ حالت میسر آ جاوے تو دل خود محسوس کر لیتا ہے کہ یہ تغیر خدا نے کیا ہے ایکبار بھی اس کا تجربہ ہو جائے گا تو اس کی چاشنی لگ جائیگی۔ مشکلات اجنبیت کے لیے ہوتے ہیں جب وہ اجنبیت جاتی رہی تو مشکلات بھی نہیں رہتی ہیں بلکہ لذۃ کے ساتھ نماز اور دعا کی طرف توجہ کرتا ہے۔ یاد رکھو ساری لذتیں خدا تعالیٰ کی یاد اور محبت میں ہیں اور یہ لوگ جو دنیا داری کی عیش و عشرت میں بظاہر زندگی بسر کر رہے ہیں یہ بہائم کی زندگی ہے عارف تو ان کے دیکھنے سے بھی متنفر ہوگا۔ افسوس ہے کہ ایک مختصر سی زندگی میں جس کی بابت اتنا بھی یقین نہیں کہ رات کو سوئیں گے تو صبح زندہ اٹھیں گے اسقدر غفلت سے کام لے رہے ہیں ایسے لوگوں کو مرنے کے وقت حسرۃ ہوگی۔ اسلیے یہ سچی بات ہے کہ ایمان کا پہلا نشان یہی ہے کہ دنیا اور اسکی شان و شوکت مردہ کیڑے سے بھی کمتر دکھائی دے اور زینت الدنیا پر کوئی حسرت نہ کرے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ یہ لوگ بدقسمت ہیں اور انکی بہائم کی سی زندگی ہے انسان کو لازم ہے کہ وہ ہمیشہ منقطعین کا شوق کرے انکے سوا سب مردہ ہیں زندہ وہی ہوتے ہیں اور ذو حظ عظیم وہی ہیں جنکو خدا زندہ کرتا ہے اور جنکو دیکھکر دنیا اور دین کے مصائب دور ہوتے ہیں اور انسان رحمۃ کے قریب آتا ہے۔ لعنۃ کے قریب جا کر لعنۃ ہی کا حقدار ہوگا۔ یقیناً یاد رکھو کہ دنیا بے ثبات ہے اسی لیے حکم ہے کو نوا مع الصادقین فرمایا صادقوں کے ساتھ ہو جاؤ تا کہ تم بھی صادق بنو۔

عرب۔ مجھے یہاں رہنے سے بڑا فائدہ ہوا ہے اور اب میں عجیب عجیب خواب دیکھتا ہوں۔

حضرۃ ع م نشو و نما اور ترقی رفتہ رفتہ ہوتی ہے آپ کی خوش قسمتی ہے جو آپ یہاں آ گئے اور رہے ورنہ وہ اگر رہا ہوتا تو آپ اس تماشاگاہ میں جو لات و گزاف کے کیا جانتے ہمتو ان کھیل تماشوں سے ایسے متنفر ہیں کہ اگر قریب بھی ہو تو یہ کہیں کہ کب یہاں سے اٹھ جائیں۔

عرب میں ایمان سے کہتا ہوں کہ اب مثقال ذرہ بھی حسرت نہیں رہی۔

حضرۃ ع م اچھا اللہ تعالیٰ ثابت قدم رکھے اور ترقی بخشے

عرب فرشتوں کے متعلق کیا بات ہے آپ نے کبھی انکو دیکھا ہے

حضرۃ ع م ہمتو ہر روز انکو دیکھتے ہیں بعض وقت مجسم ہو کر نظر آتے ہیں۔ اسپر حضرۃ ع م نے تین چار واقعات فرشتوں کے مجسم ہونیکو بیان فرمائے۔ انہیں سے ایک واقعہ وہ ہے جب آپ مبعوث اور مامور ہونے سے پہلے روزہ رکھا کرتے تھے۔ ملائکہ کی جماعۃ نے کہا کہ یہ شخص اسقدر مشقت کیوں اٹھاتا ہے؟ اور ایک یہ واقعہ بیان فرمایا کہ ایک بڑے میدان میں ایک بارہ برس کے لڑکے کی عمر کی شکل میں متمثل دیکھا اور اس کے پاس آپ گئے تو اس نے ایک بڑا نان سفید جو پاکیزہ اور درخشاں تھا آپکو دیا اور کہا کہ یہ لو تمہارے اور تمہارے ساتھ کے درویشوں کے لیے ہے۔ اور پھر ایکبار اسی تمثل میں نظر آیا اور کہا کہ خدا تمہاری ساری مرادیں پوری کر دے گا۔

اور ایک وہ واقعہ بیان فرمایا جو قُلْ مَا يَعْبَأُ بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ کے الہام کے ساتھ ہے پھر لیکھرام کے متعلق جو ملائکہ شداد غلاظ نظر آئے انکا ذکر کیا۔ اور واقعہ لیکھرام کے متعلق ایک اور کشف بتایا کہ اس کے مرنے سے پہلے دیکھا کہ ایک چمکیلا نیزہ میرے ہاتھ میں ہے اس میں لیکھرام کا سر ہے ایک فرشتہ مجھے کہتا ہے کہ اب یہ نہیں آوے گا۔

فرمایا یہ عجائبات ختم نہیں ہوتے۔ فرشتوں کے متعلق تذکرہ میں رویا اور کشف میں آپنے فرق بتایا کہ رویا میں غیبت حس ہو جاتی ہے اور روح کہیں کی کہیں ہوتی ہے کشف میں مکان نہیں بدلتا معلوم ہوتا ہے کہ اپنے مقام پر ہی ہے آوازیں بھی بعض او سنتا ہے۔ اور کشف بیداری میں بھی ہو جاتا ہے

رَبِّيْ عِنْدَهٗ إِنِّيْ أَنَا الصَّاعِقَةُ	جو آپ کا الہام ہے اسکے متعلق مولوی عبد الکریم صاحب نے عرض کی کہ

یہ بالکل نیا نام ہے فرمایا ہاں یہ ویسا ہی ہے جیسے افطر و اصوم طاعون کے متعلق ہوا تھا۔ ایک وقت روزہ رکھونگا اور ایک وقت روزہ کھولونگا حقیقۃ جیسا فرماتا ہے ویسا ہی وقوع میں آتا ہے چند سال سے دیکھتے ہیں کہ شدۃ گرما یا سرما میں طاعون کم ہو جاتی ہے اور بہاری موسم میں چمکتی ہے اسی قسم کے لطیف محاورات میں سے انی انا الصاعقۃ بھی ہے۔

۳ جنوری ۱۹۰۳ء

صبح کی سیر

الہام	فرمایا رات مجھ کو الہام ہوا۔ جَاءَنِيْ آئِلٌ وَّاخْتَارَ وَأَدَارَ اِصْبَعَهٗ وَأَشَارَ

يَعْصِمُكَ اللّٰهُ مِنَ الْعِدَا وَيَسْطُوْ بِكُلِّ مَنْ سَطَا۔ آئل جبرئیل ہے فرشتہ بشارت دینے والا۔ **ترجمہ** آیا میرے پاس آئل اور اس نے اختیار کیا (یعنی مجھ کو چن لیا) اور گھمایا اپنی انگلی کو اور اشارہ کیا خدا تجھے دشمنوں سے بچائے گا اور لوٹ پڑے گا ہر اس شخص پر جو تجھ پر اچھلا۔

فرمایا ایل اصل میں ایالت سے ہے یعنی اصلاح کرنیوالا اور رعایت کرنیوالا جو مظلوم کو ظالم سے بچاتا ہے یہاں جبرئیل نہیں کہا آئل کہا اس لفظ کی حکمت یہی ہے کہ وہ دلالت کرے کہ مظلوم کو ظالم سے بچاوے اسلیے آئل ہی فرشتہ کا نام رکھا۔

یہ بھی پہلے الہام سے ملتا ہے اندکر جو تمشی اماماک و عادی کل من عادی یہ چند روز پہلے کا الہام ہے

کہ وہ کریم ہے تیرے آگے آگے چلے گا اور جو تجھ سے عداوت کرے گا وہ اس سے عداوت کرے گا۔ آل چونکہ لغت میں بمشکل ال سکتا ہوگا یا کم مستعمل ہوگا اسلیے اللہ تعالیٰ نے خود ہی اسکی تفصیل کر دی یہ کہکر کہ ال جبرئیل ہے فرشتہ بشارۃ دینے والا

جسطرح انبیا علیہم السلام کے صفات ہوتے ہیں اسیطرح ملائک کے بھی صفات ہوتے ہیں اور اصبعہ کے جو معنی ہم کرتے ہیں وہ اجتہادی ہیں اصل حقیقۃ تو اسوقت کھلے گی جب اسکا ظہور ہوگا اسپر

ابو سعید عرب صاحب نے عرض کی کہ کاش مجھکو بھی جبرئیل دکھایا جاتا فرمایا جب خدا آپکو وہ آنکھیں عطا کرے گا تو آپ بھی دیکھ لیں گے وما نتنزل الا بامر ربک وہ تو خدا کے حکم سے نازل ہوتا ہے

جِئْتُ مِنْ حَضْرَةِ الْوِتْرِ + اسپر اپنا ایک پرانا کشف بیان کیا کہ جب مولوی محمد حسین صاحب نے ہمارے کفر کا فتویٰ دیا اور لوگوں کو بھڑکایا کہ یہ مسلمان نہیں انکے جنازے درست نہیں اور انکو مسلمانوں کے قبرستانوں میں دفن نہ ہونے دیا جاوے اسوقت چونکہ بغض و عداوت بڑھ گئی تھی ہم گویا تنہا رہ گئے۔ اسوقت میں نے کشفی حالت میں دیکھا کہ میرے بڑے بھائی مرزا غلام قادر مرحوم کی شکل پر ایک شخص آیا ہے مگر مجھے فوراً معلوم کرایا گیا کہ یہ فرشتہ ہے میں نے کہا کہ تم کہاں سے آئے ہو اسنے کہا کہ جِئْتُ مِنْ حَضْرَةِ الْوِتْرِ میں جناب باری سے آیا ہوں میں نے کہا کہ کیوں؟ اس نے کہا کہ بہت سے لوگ تم سے الگ ہو گئے ہیں اور تمہاری عداوۃ میں بڑھتے جاتے ہیں یہ پیغام دینے آیا ہوں میں نے اسکو الگ ہو کر ایک بات کہنی چاہی جب وہ الگ ہوا تو میں نے کہا کہ لوگ تو مجھ سے علیحدہ ہو گئے ہیں مگر کیا تم بھی الگ ہو گئے ہو۔ اسنے کہا نہیں ہم تو تمہارے ساتھ ہیں سنا پھر حالت کشف اسپر جاتی رہی۔

حدیث و قرآن حدیث کے ذکر پر ہم آپ نے فرمایا کہ حدیث پر مدار شریعت اگر رکھا جاوے تو قرآن کو ترک کرنا پڑے گا۔ جو انسان کی تباہی کا باعث ہے سچی بات یہی ہے کہ جو حدیثیں قرآن کی شارح ہیں انکی تو عزۃ اور تعظیم کرو۔ اور جو قرآن کے مخالف ہیں انکو چھوڑ دو۔

عرب صاحب نے سوال کیا کہ جس طرح لوگ مرتے ہیں کیا قیامۃ کو بھی اسی طرح ترتیب وار حاضر ہوں گے یا ایک دم تمام اولین و آخرین۔

فرمایا یہی ثابت ہے کہ ایکدم اٹھیں گے یہ ماننا پڑتا ہے ہمارا خدا بڑا قادر خدا ہے دیکھو نطفہ کیا چیز ہے پھر اس سے کامل انسان بنا دیتا ہے۔ ہر شخص جو خدا کو مانتا ہے اسکو یہ تسلیم کرنا پڑے گا۔ دیکھو آفتاب و ماہتاب جو روشن اجسام ہیں کیا انکو دیکھکر وہ کہہ سکتا ہے کہ انکے بنانے کا سامان کن چھکڑوں پر آیا تھا اور انکا مصالح کہاں سے آیا یہی کہنا پڑے گا کہ اِنَّمَا اَمْرُهٗ اِذَا اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ پس ہم کو ایسا ہی ماننا چاہیے کہ وہ قیامۃ کو یکدم سب کو اٹھاوے گا اور جن حسرتوں سے مومن مر گئے تھے کہ ہمارے مخالفوں کا کیا حال ہوا ہوگا وہ اسوقت ان کو دکھلا دیا جاوے گا کہ دیکھلو یہ راستباز ہیں اور یہ منکروں کا حال ہے تبھی تو راستبازوں کو لذۃ آئیگی پس جبتک ہم خدا کو صاحب قدرۃ نہ مانیں اسے مان ہی نہیں سکتے۔ پہلے کاموں کو دیکھو تو ہمکو تسلیم کرنا پڑتا ہے پھر کیا وجہ ہے کہ ایک حصہ میں خدا کو مانیں اور دوسرے میں انکار کریں خدا کی صفات اور کام غیر محدود ہیں کیا دنیا کی ہزارہا ہزار قدرتیں اس بات کی کافی دلیل نہیں ہیں کہ خدا بڑا قوی خدا ہے۔ خدا کبھی معطل نہیں ہوگا ہمیشہ خالق۔ رازق۔ رب رحیم۔ رحمن ہے اور رہیگا۔ میرے نزدیک ایسے عظیم الشان جبروت والے کی نسبت بحث کرنا گناہ میں داخل ہے۔ اللہ تعالیٰ کوئی ایسی چیز منوانی نہیں چاہتا جسکا نمونہ یہاں نہ دیا ہو۔ ہم لڑکپن میں گلہری کو مار کر پھر زندہ کیا کرتے تھے یعنی اسکو مار کر جب وہ بحس و حرکت ہو جاوے تو تازہ گوبر میں دبا دیا جاوے تو وہ زندہ ہو جاتی اسی طرح مکھی بھی زندہ ہو سکتی ہے یہ موت حقیقی موت نہیں ہوتی غشی اور نیند کی سی حالت ہوتی ہے اور یہ بھی ایک قسم کی موت ہے یہ نمونہ ہے احیاء موتیٰ کا۔

عرب صاحب نے سوال کیا کہ فرشتہ آکر قبر میں کس زبان میں سوال کریگا

فرمایا یہیں عربی فارسی اردو و انگریزی سنسکرت سب زبانوں میں الہام ہو جاتے ہیں پھر کیا فرشتہ ہر زبان پر قادر نہیں رہ سکتا ہے وہ ہر زبان بول سکتا ہے۔

سوال کیا کہ وہاں کے سوالات محدود ہیں من ربک وغیرہ ہیں وہ سوال خوب یاد کر لیے جاویں تو وہاں پاس ہو سکتے ہیں

فرمایا نہیں ایسا نہیں ہو سکتا یہ ایک ایمانی کیفیت ہے وہ دنیاوی امتحانوں کیطرح نہیں کہ آدمی مکائد و مکر سے پاس ہو سکے بلکہ وہاں جس رنگ کی دل رنگینی ہوگا اسی کا اظہار ہوگا اور اسی کے موافق بوجہ من الوجوہ قبر میں رنج یا راحت کا سامان مہیا کیا جاویگا۔

عرب صاحب نے پوچھا کہ کیا مرنے کے بعد کوئی تعلق زمین سے رہتا ہے؟

فرمایا ہاں ضرور رہتا ہے ایک تعلق مومن کا آسمان سے ہوتا ہے اور ایک قبر سے بھی رہتا ہے اصل حساب کتاب برزخ میں ہوگا اور مقابلہ حشر میں ہوگا تاکہ انبیا اور انکے مخالفین کی حالت کا اظہار ہو کہ جنکو دنیا میں ذلیل سمجھا جاتا تھا وہ عزۃ کی کرسی پر بٹھائے جاتے ہیں اور جنکو کاذب کہا جاتا تھا وہی صادق ہیں

سوال کیا کہ کیا حشر میں جسم ہوگا یا نہیں اور ہوگا تو یہی یا اور۔

فرمایا جسم تو ہوں گے مگر یہ نہیں لکھا کہ یہی یا اور۔ تین سال کے بعد پہلا

جسم تو رہتا نہیں ۔ اس کا قائمقام
نیا جسم آ جاتا ہے پس ہمارا یہ ایمان ہے
کہ ایک جسم دیا جاوے گا جیسا اس علیم
کے علم میں ہے وہ قادر ہے کہ اس بدن
سے بھی کچھ حصہ لے اور ضرور لے گا اور
اس حصہ کو بھی جلالی رنگ میں غیر فانی
کرے ۔ سوائے ذات باری تعالیٰ کے
کسی دوسرے کی یہ صفت نہیں کہ
ابد الآباد تک رہے انسان کو غیر فانی
جسم جو دیا جاوے گا یہ خدا کا عطیہ
ہوگا۔

سوال کیا گیا کہ حیوانات کو کیوں ایسے
جسم نہ ملیں گے **فرمایا** ہم کو ضرورت نہیں
کہ اسپر بحث کریں ایک شخص سخاوت کرتا
ہے ایک فقیر کو پیسہ دیتا ہے دوسرے
کو روپیہ جسکو پیسہ دیا گیا ہے اس کا حق
نہیں کہ جھگڑا کرے ۔ بہشت والوں کو
ابد الآباد کے لیے رہنا ہوگا البتہ دوزخ
کی بابت آیا ہے یاتی علی جہنم
زمان لیس فیہا احد و نسیم
الصبا تحرک ابوابہا کیونکہ وہ بھی
آخر خدا کے ہاتھ سے بنے ہوئے ہیں
انپر بھی کوئی زمانہ ایسا آنا چاہیے
کہ عذاب میں تخفیف ہو۔

یہ معرفت کی باتیں ہیں یہ نہیں لکھا کہ
بہشت میں مومنوں کیطرح انکو مدارج
ملیں گے بلکہ ان کے ماتھے پر دوزخ کا
نشان ہوگا۔

پھر **سوال کیا** کہ ابدی راحت بھی عذاب
ہو جاتی ہے فرمایا بہشت میں روز تجدید
ہوتا رہے گا اسیطرح دوزخیوں کی بابت
لکھا ہے بدّلنٰھم جلوداً غیرھا لیذوقوا العذاب
خدا کا بخشش محدود نہیں ہو سکتا یہ بے
پایاں ہے اور لدینا مزید کے موافق
زیادتی ہوتی رہیگی۔

پھر **پوچھا** کہ میں نے کبھی روزہ نہیں رکھا
کیا کروں ۔ **فرمایا** گذشتہ کا وسعت کے
موافق فدیہ دو اور آئندہ عہد کرو کہ ضرور
رکھوں گا۔

۳ جنوری
(صبح کی سیر)

اللہ اور رحمٰن

سیر کو نکلتے ہی سلسلہ کلام يُنَادِيْ لَكَ الرَّحْمٰنُ
الہام سے شروع ہوا فرمایا
رحمن اپنے اندر بشارۃ رکھتا ہے چونکہ یہ
بشارۃ تھی اس لیے اس الہام میں رحمن کا
لفظ رکھا ہے اور بشیرا کے لفظ میں کچھ
خفا تھا جو گو اسکی عظمت کے لیے ہے مگر ایک
خفا ضرور ہے اس لیے اس خیال سے کہ
وہم نہ پیدا ہو پھر اور واضح الفاظ میں فرمایا
بِشَارَةٌ تَلَقَّاهَا النَّبِيُّوْنَ ۔
يُنَادِيْ لَكَ الرَّحْمٰنُ میں لام بھی
انتفاع کے لیے فرمایا دوسرے الہام
وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ الْعِدَا میں اللہ
کا لفظ اس لیے رکھا کہ اللہ اپنے جلال کو
چاہتا ہے اور اس عصمت میں اظہار جلال
مقصود تھا اس لفظ کو اختیار فرمایا ۔ جو
اسم اعظم ہے۔

موسیٰ و مثیل موسیٰ علیہما السلام

اس ضمن میں فرمایا کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا اس
معیت میں حضرۃ ابو بکر
صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہیں اور گویا
کل جماعۃ آپ کی آگئی ۔ موسیٰ علیہ السلام نے
یہ نہیں کہا بلکہ کہا اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ اس میں
کیا سر تھا کہ انھوں نے اپنی ہی ساتھ معیت کا
اظہار کیا ؟ اس میں یہ راز ہے کہ اللہ جامع
جمیع شیون کا ہے اور اسم اعظم ہے رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کی جماعۃ
کے ساتھ اسم اعظم کی معیت مع تمام صفات
کے پائی جاتی ہے لیکن موسیٰ علیہ السلام کی
قوم شریر اور فاسق فاجر تھی آئے دن
لڑنے اور پتھر مارنے کو طیار ہو جاتی تھی اسلیے
انکی طرف معیت کو منسوب نہیں کیا بلکہ
اپنی ذات تک اسی رکھا ہے ۔ اس سے رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور علو مدارج
کا اظہار مقصود ہے

ایمان عرفان کیسے ہوتا ہے؟

فرمایا یہ پیشگوئیاں جو ہیں یہ
ایمان کو قوی کر کے عرفان
بنا دیتی ہیں نری باتوں سے
ایمان قوی نہیں ہو سکتا جبتک ہمیں قوۃ
کی شعاعیں نہ پڑیں اور یہ اللہ تعالیٰ کے ان
نشانات سے پیدا ہوتی ہیں پس ان پیشگوئیوں کو
خوب کان کھولکر سننا چاہیے دوسرے
وقت جب یہ پوری ہوتی ہیں تو ایمان کی
تقویت کا باعث ہو کر اسکو عرفان بنا دیتی
ہیں اس لیے جو امر پیشگوئی پر مشتمل ہو
میں اسکو ضرور سنا دیا کرتا ہوں اور
میری غرض اس سے یہی ہوتی ہے یہ ایک
نور بخشتی ہیں اور جبتک اللہ تعالیٰ کیطرف
نور نازل نہ ہو انسان غلطی میں پڑا رہتا ہے

تعبیر الرؤیا

ابو سعید عرب صاحب نے
اپنی رؤیا بیان کی کہ ایک
کتی پیار سے کاٹتا ہے اور
پھر اس نے انڈا دیا جسکو انھوں نے توڑ
ڈالا اور وہ بھاگ گیا فرمایا کتا ایک برزخ
ہے درندگی اور چرندگی میں جب وہ محبت
سے کاٹے تو محبت ہے اور کتے سے مراد
خفیف سا دشمن ہوتا ہے اس کے
انڈے سے مراد اسکی ذریت ہے جب
اسکو توڑ دیا تو گویا خفیف اور کمزور دشمن
کی ذریت کو تلف کر دیا۔

بِئْسَ الْفَقِیْرُ عَلٰی بَابِ الْاَمِیْرِ

فرمایا جس بادشاہ کے
ہم زیر سایہ ہیں اسکو
چھوڑ کر دوسروں کے
پاس جانا یہ توہین ہے
بئس الفقیر علی باب الامیر

مولوی محمد حسین اور اسکا رجوع

ابو سعید عرب صاحب
نے اپنے ذوق سے
بیان کیا کہ محمد حسین کی
پیشگوئی یقیناً خدا کیطرف سے
ہے **فرمایا** کہ اسمیں کیا شک ہے زور
کے ساتھ یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ وہ رجوع
کرے گا اور اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی مقدر
کیا تھا ۔ اصل میں محمد حسین زیرک آدمی تھا
مگر میں دیکھتا تھا کہ ابتدا سے اسمیں ایک
قسم کی خود پسندی تھی پس اللہ تعالیٰ
نے چاہا کہ اسطرح اسکا تنقیہ کرے یہ
اس کے لیے استفراغ ہے براہین میں ایک
الہام درج ہے جس میں اسکا فرعون نام
رکھا گیا ہے اسنے بھی آخر یہی کہنا تھا کہ
اٰمنت بالذی اٰمنت بہ بنو اسرائیل
اس لئے اس کے لیے بھی اٰمنت بالذی
کا وقت مقدر ہے اسپر **پوچھا گیا** کہ
وہ کیا امر ہے جس کی وجہ سے یہ آخری سعادت

اس کے لیے مقدر ہے **فرمایا** یہ تو اسے ہی بہتر جانتا ہے مگر اُس نے ایک کاتم کیلیے براہین احمدیہ پر ریویو لکھا تھا اور وہ واقعی اخلاص سے لکھا تھا کیونکہ اسوقت اُسکی یہ حالت تھی کہ بعض اوقات میرے جوتے اٹھا کر جھاڑ کر آگے رکھدیا کرتا تھا اور ایکبار مجھے اپنے مکان میں اس غرض سے لے گیا کہ وہ مبارک ہوجاوے اور ایکبار اصرار کرکے مجھے وضو کرایا بغرض بڑا اخلاص ظاہر کیا کرتا تھا کئی بار اُس نے ارادہ کیا کہ میں قادیان ہی میں آکر رہوں مگر میں نے اُسوقت اسے یہی کہا تھا کہ ابھی وقت نہیں آیا اس کے بعد اسے یہ ابتلا پیش آگیا کیا تعجب ہے کہ اس اخلاص کے بدلے میں خدا نے اسکا انجام اچھا رکھا ہو۔

اسپر ایک بھائی نے **سوال** کیا کہ حضور اب اُسے کیسا سمجھیں **فرمایا** اب تو حکم حالت موجودہ ہی پر ہوگا وہ دشمن ہی اس سلسلہ کا ہے دیکھو جب تک نطفہ ہوتا ہے اُس کا نام نطفہ رکھتے ہیں گو اُسکا انسان بنجاوے مگر جوں جوں اُسکی حالتیں بدلتی جاتی ہیں اسکا نام بدلتا جاتا ہے مضغہ علقہ وغیرہ ہوتا ہے آخر اپنے وقت جاکر انسان بنتا ہے یہی حال اُسکا ہے سردست تو وہ اس سلسلہ کا مخالف اور دشمن ہے اور یہی اُسکو سمجھنا چاہیے۔ پھر اس ضمن میں **فرمایا** کہ سزا اور عذاب صرف کفر ہی کے باعث نہیں آتا بلکہ فسق و فجور بھی عذاب کا موجب ہوجاتا ہے۔

مفتری آخر تھک جاتا ہے

فرمایا کبھی کوئی جھوٹھ اسقدر چل نہیں سکتا۔ آخر دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ بدی کرنے والے جھوٹے اور فریبی اپنے جھوٹ میں تھک کر رہ جاتے ہیں پھر کیا کوئی ایسا مفتری ہوسکتا ہے جو برابر ۲۵ برس سے خدا پر افترا کر رہا ہو اور نہ تھکا ہو اور خدا کو بھی اُس کے لیے غیرت نہ آوے۔ بلکہ اُسکی تائید میں نشانات ظاہر کرتا رہے۔ یہ عجیب بات ہے۔ ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا خدا تعالےٰ ہمیشہ صادقوں ہی کی نصرت اور تائید کرتا ہے۔

دیکھو یہ جو پیشگوئی ہے کہ میری عمر ۸۰ برس کے قریب ہوگی کیا کوئی مفتری اس قسم کی پیشگوئی کرسکتا ہے الخصوصاً اسپر تیس برس گذر بھی گئے ہوں۔ اور ایسا ہی اسوقت جب کوئی نہ جانتا تھا اور نہ یہاں آتا تھا کہا یَاْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ اور یَاْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ کیا یہ مفتری کرسکتا ہے کہ ایسا کہے اور پھر خدا بھی ایسے مفتری کی پرواہ کرے بلکہ اُس کی پیشگوئی پوری کرنیکو دور دراز سے لوگ بھی اُس کے پاس آتے ہیں اور ہر قسم کے تحائف اور نقدی بھی آنے لگیں اگر یہ بات ہو کہ مفتری کے ساتھ بھی ایسے معاملات ہوتے ہیں تو پھر نبوۃ سے ہی امان اُٹھ جاوے۔ یہی نشانات ہیں جو ہماری جماعۃ کی محبت اور اخلاص میں ترقی کا باعث ہو رہے ہیں مفتری اور صادق کو تو اُس کے منہ ہی سے دیکھکر پہچان سکتے ہیں۔

فرمایا سچائی کا یہ بھی ایک نشان ہے کہ صادق کی محبت سعید الفطرۃ لوگوں کے دلوں میں ڈالدیتا ہے احمق کو یہ راہ نہیں ملتی کہ نفد کا حصہ لے وہ ہر بات میں بدگمانی ہی سے کام لیتا ہے۔

فرمایا ہمکو تکلف اور تصنع کی حاجت نہیں خواہ کوئی ہماری وضع سے راضی ہو یا ناخوش ہمارا اپنا کوئی کام نہیں ہے خدا کا اپنا کام ہے اور وہ خود کر رہا ہے۔

فرمایا جب انسان خدا کو چھوڑتا ہے تو پھر وہ مکائد پر بھروسہ کرتا ہے۔

اپنی سچائی پر بصیرت

فرمایا اللہ تعالیٰ ہمکو مجوب ہونیکی حالت میں نہ چھوڑیگا وہ سب پر اتمام حجۃ کردیگا

یاد رکھو سماوی اور ارضی آدمیوں میں فرق ہوتا ہے جو خدا کیطرف سے آتے ہیں وہ عزت اُنکی عزۃ کو ظاہر کرتا اور اُنکی سچائی کو روشن کرکے دکھاتا ہے اور جو اُسکی طرف سے نہیں آتے اور مفتری ہوتے ہیں وہ آخر ذلیل ہوکر تباہ ہوجاتے ہیں۔

پیشگویوں کے متعلق فرمایا کہ اصل بات یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کے وعدے اور اسکا کلام بہرحال سچا ہے ہاں یہ ہوتا ہے کہ کبھی وہ جسمانی رنگ میں پوری ہوتی ہیں کبھی روحانی رنگ میں اور منہاج نبوۃ میں اس کے نظائر موجود ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ کچھ گائیں ذبح ہوتی ہیں تو وہ صحابہ کا ذبح ہونا تھا اور آپ نے دیکھا کہ سونے کے کڑے پہنے ہوئے ہیں جو پھونک مارنے سے اُڑ گئے ہیں سے مراد جھوٹے پیغمبر تھے پس خدا کا کلام کسی نہ کسی رنگ میں ضرور سچا ہے۔

جماعۃ کی خوش قسمتی

فرمایا اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا کہ ہماری جماعۃ کا ایمان کمزور رہے مہمان اگر نہ بھی چاہے تو بھی میزبان کا فرض ہے کہ اُس کے آگے کھانا رکھدے اسی طرح پر اگرچہ نشانوں کی ضرورت کوئی بھی نہ سمجھے تب بھی اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے جماعت کے ایمان کو بڑھانے کے لیے نشانات ظاہر کرتا رہتا ہے یہ بھی سچی بات ہے کہ جو لوگ اپنے ایمانکو نشانوں کے ساتھ مشروط کرتے ہیں وہ سخت غلطی کرتے ہیں حضرۃ مسیح کے شاگردوں نے مائدہ کا نشان مانگا تو یہی جواب ملا کہ اگر اسکے بعد کسی نے انکار کیا تو ایسا عذاب ملے گا جسکی نظیر نہ ہوگی۔

ادب طالب

پس طالب کا ادب یہی ہے کہ وہ زیادہ سوال نہ کرے اور نشان طلب کرنے پر زور نہ دے جو اس آداب کے طریق کو ملحوظ رکھتے ہیں خدا اُنکو کبھی بے نشان نہیں چھوڑتا اور اُنکو یقین سے بھردیتا ہے صحابہ کی حالت کو دیکھو کہ اُنھوں نے نشان نہیں مانگے مگر کیا خدا نے اُنکو بے نشان چھوڑا؟ ہرگز نہیں تکالیف پر تکالیف اُٹھائیں جانیں دیں اعدا نے عورتوں تک کو خطرناک تکلیفوں سے ہلاک کیا مگر نصرۃ ہنوز نمودار نہ ہوئی آخر خدا کے وعدہ کی گھڑی آگئی اور اُنکو کامیاب کردیا اور دشمنوں کو ہلاک کیا۔ یہ سچی بات ہے کہ خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ اگر وہ پہلے ہی دن ساری نشان ظاہر کردے تو پھر ایمان کا کوئی ثواب اور نتیجہ ہی نہ ہو۔ عرفان آکر یقین سے تو بھردیتا ہے مگر اسمیں کچھ بھی شک نہیں کہ ان ساری ترقیوں کی جڑ **ایمان ہی ہے** اسی کے ذریعے سے انسان

بڑی بڑی منزلیں طے کرتا اور سیر کرتا ہے

اسریٰ بعبدہٖ

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ سے یہی پایا جاتا ہے کہ جب کامل معرفت ہوتی ہے تو پھر اسکو عجیب و غریب مقامات کی سیر کرائی جاتی ہے اور یہ وہی لوگ ہوتے ہیں جو ادب سے اپنی خواہشوں کو مخفی رکھتے ہیں۔ تمام منہاج نبوۃ اسی پر دلالت کرتا ہے پہلے نشان کبھی ظاہر نہیں ہوتے بلکہ ابتلا ہوتے ہیں۔

صدیقی فطرۃ حاصل کرو۔

پس صدیقی فطرۃ حاصل کرنی چاہیے انھوں نے کوئی نشان مانگا تھا شام سے مکہ کو آرہے تھے راستہ ہی میں خبر ملی وہیں یقین لے آئے۔ اسکی وجہ وہ معرفۃ تھی جو آپ کی تھی معرفۃ بڑی عمدہ چیز ہے جب انسان کسی کے حالات اور چال چلن سے پورا واقف ہو تو اس کو زیادہ تکلیف نہیں ہوتی۔ ایسے لوگوں کو معجزہ اور نشان کی کوئی حاجت ہی نہیں ہوتی۔ حضرت ابوبکر صدیق آپ کے حالات سے پورے واقف تھے اس لیے سنتے ہی یقین کر لیا۔

ہماری بعثت کی غرض۔

فرمایا ہمیں جس بات پر اللہ تعالےٰ نے مامور کیا ہے وہ یہی ہے کہ تقویٰ کا میدان خالی پڑا ہے تقویٰ ہونا چاہیے نہ یہ کہ تلوار اٹھاؤ۔ یہ حرام ہے اگر تم تقویٰ کرنے والے ہوگے تو ساری دنیا تمھارے ساتھ ہوگی پس تقویٰ پیدا کرو۔

جو لوگ شراب پیتے ہیں یا جن کے مذہب کے شعائر میں شراب جزو اعظم ہے انکو تقویٰ سے کوئی تعلق نہیں ہوسکتا۔ وہ لوگ نیکی سے جنگ کر رہے ہیں پس اگر اللہ تعالےٰ ہماری جماعت کو ایسی خوش قسمت دے اور انھیں توفیق دے کہ وہ بدیوں سے جنگ کرنے والے ہوں اور تقویٰ و طہارت کے میدان میں ترقی کریں۔ یہی بڑی کامیابی ہے اور اس سے بڑھ کر کوئی چیز موثر نہیں ہوسکتی۔ اسوقت کل دنیا کے مذاہب کو دیکھلو کہ اصل غرض تقویٰ مفقود ہے اور دنیا کی وجاہتوں کو خدا بنایا گیا ہے حقیقی خدا چھپ گیا ہے اور سچے خدا کی ہتک کی جاتی ہے۔ مگر اب خدا چاہتا ہے کہ وہ آپ ہی مانا جاوے اور دنیا کو اسکی معرفۃ ہو جو لوگ دنیا کو خدا سمجھتے ہیں وہ متوکل نہیں ہوسکتے۔

(اس سیر میں سے ہمنے مضمون غیر کو نکال کر آپ ہی کی تقریر کے مختلف فقرونکو ایک جا جمع کر دیا ہے ایڈیٹر)

ظہر سے پہلے لودھیانہ سے آئے ہوئے احباب نے شرف نیاز حاصل کیا **قاضی خواجہ علی** صاحب نے مولوی محمد حسین صاحب کی ملاقات کا ذکر کیا کہ مینے انکو کہا تھا کہ قادیان چلو **فرمایا** اگر وہ یہاں آجاوے تو اسکو اصل حالات معلوم ہوں اور ہماری جماعت کی ترقی کا پتہ لگے وہ ابھی تک تین سو تک ہی کہتا ہے اور یہاں اب ڈیڑھ لاکھ سے بھی زیادہ تعداد بڑھ گئی ہے اگر شبہ ہو تو گورنمنٹ کے حضور درخواست کر کے ہماری جماعت کی الگ مردم شماری کرالیں۔ براہین احمدیہ میں جو لکھا تھا کہ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَانْتَهٰی اَمْرُ الزَّمَانِ اِلَیْنَا اَلَیْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ۔ اب دیکھیں کہ وہ وقت آیا ہے یا نہیں گورنمنٹ پنجاب کی خدمت میں جو میموریل ستمبر ۱۸۹۹ء میں بھیجا گیا تھا اسمیں صاف اس امر کی پیشگوئی ہے کہ یہ جماعۃ تین سال میں ایک لاکھ ہو جاوے گی اور وہ پوری ہوگئی۔ بہت سے لوگ ایسے ضعفا و غربا میں سے ہیں جو اس سلسلہ میں داخل ہو چکے ہیں مگر آ نہیں سکتے

فرمایا دیندار آدمی دنیا دار و نکی طرف رجوع کرنے میں اپنی ذلت اور توہین سمجھتا ہے۔ ایک صحابی پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ناراض تھے اسوقت ایک بادشاہ نے اپنا سفیر اس کے پاس بھیجا اور چاہا کہ وہ اسکے پاس چلے آویں صحابی نے اس خط کو لیکر تنور میں پھینک دیا اور رونا شروع کر دیا کہ ایکطرف تو میری یہ حالت ہے کہ آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہیں اور دوسری طرف میں یہانتک گر گیا کہ ایک کافر میرے ایمان میں طمع کرنے لگا جس سے ضرور کوئی سخت معصیت ہوئی ہے۔ جسقدر زیادہ دینداری اور خدا پرستی ہوگی اسی قدر اہل دنیا سے نفرت پیدا ہوگی ہمکو جسقدر تکالیف دیگئی ہیں اور جس قدر سب و شتم کیا گیا ہے یہ ہماری تبلیغ کے لیے ایک ذریعہ ہو گیا ہے جیسے جسقدر گرمی شدۃ سے ہو برسات بھی اسی نسبت سے زیادہ ہوتی ہے عرب کے لوگ عیش و عشرت اور ناپاک خواہشوں اور فعلوں میں مستغرق تھے انہیں مذہب اور مذہبی مباحثات سے کیا کام تھا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل یوں کھڑے ہوگئے انہوں نے آنحضرۃ صلے اللہ علیہ وسلم کو بڑی تکالیف دیں مگر آخر وہی ہوا جو خدا کا منشا تھا۔ اسی طرح یہاں دیکھلو کسقدر زور شور سے مخالفت ہوئی اور ہو رہی ہے بہت سے لوگ ہیں جو بدعات اور بدکاریوں میں مبتلا ہیں اکثر ہیں جو کنچنیوں کے پیچھے بیٹھے ہیں اور بھنگ چرس مدک تاڑی گانجا شراب وغیرہ پیتے ہیں دہریہ ہوتے ہیں مگر کوئی ان سے تعرض نہیں کرتا۔ برخلاف اس کے ہماری اسقدر مخالفت کی جاتی ہے کہ ایک چھوٹے سے مسئلہ وفات و حیات مسیح پر وہ شور اٹھایا گیا جس کی حد نہیں رہی قتل کے فتوے دیے گئے اسمیں راز یہی ہے کہ اللہ تعالےٰ اس سلسلہ کی اشاعۃ چاہتا ہے

دربار شام

بیعت کے بعد طاعون کا ذکر ہوا۔ جس پر حضرۃ اقدس نے ایک لمبی تقریر طاعون کے متعلق فرمائی۔ ہم کسی قدر تلخیص کے ساتھ اسکو ذیل میں لکھتے ہیں

تقویٰ کی ضرورت

فرمایا جب تک انسان تقویٰ میں ایسا نہ ہو جیسے اونٹ کو سوئی کے ناکے سے نکالنا پڑے اسوقت تک کچھ نہیں ہوتا جس قدر زیادہ تقویٰ اختیار کرتا ہے اسیقدر اللہ تعالےٰ بھی توجہ فرماتا ہے اگر یہ اپنی توجہ معمولی رکھتا ہے تو اللہ تعالےٰ بھی معمولی توجہ رکھتا ہے خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے عَضِبْتُ غَضَبًا شَدِیْدًا یہ طاعون کے متعلق کر اور پھر فرمایا اِنِّیْ مَعَ الرَّسُوْلِ اَقُوْمُ وَاَلُوْمُ مَنْ یَّلُوْمُ اُفْطِرُ وَاَصُوْمُ میں اپنے رسول کے ساتھ کھڑا ہونگا اور اسکو ملامت کرونگا جو ملامت کرتا ہے

ہیں روزہ کھول لوں گا بھی اور روزہ رکھونگا بھی۔ یہ سب الہام طاعون کے متعلق ہیں ملامت ایک دل کے ساتھ ہوتی ہے اور ایک زبان کے ساتھ زبان کے ساتھ تو یہی ملامت ہے جو مخالف کرتے ہیں لیکن دل کی ملامت یہ ہے کہ ان باتوں کی طرف توجہ نہ کرے جو ہم پیش کرتے ہیں۔ اور اُنپر عمل کے لیے طیار نہ ہو ✦ روزہ رکھونگا اور رکھ لوں گا، اسکا مطلب یہ ہے کہ ایک وقت تک گویا طاعون کا زور گھٹ جائے گا یہ روزے کے دن ہوں گے اور ایک وقت ایسا ہوگا کہ اسمیں کثرت سے ہوگی۔ اب دیکھا گیا ہے کہ کثرت سردی اور کثرت گرمی میں اسکی شدت اور تیزی رُک جاتی ہے لیکن بہاری موسم فروری مارچ اور ستمبر اکتوبر میں اسکا زور بڑھ جاتا ہے ✦ مگر یہ یاد رکھنا چاہیے کہ یہ دورے تھمنے والے نہیں ہیں خدا کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے دورے شدید ہیں ہر من پر خدا تعالیٰ سے غفلت اور سستی پھیل گئی ہو نیکیوں کی طرف توجہ نہیں رہی ایسی صورت میں کیا اسکا علاج ڈاکٹری اصولوں سے ہوگا یا کوئی اور علاج اثر پذیر ہو سکے گا۔ جب تک خدا کی مرضی نہ ہو۔

مت خیال کرو کہ ہمارا ملک یا شہر یا گاؤں ابھی تک محفوظ ہے یہ کل دنیا کے لیے مامور ہو کر آئی ہے اور اپنے اپنے وقت پر ہر جگہ پھیرے گی۔ اس کے دورے بڑے لمبے ہوتے ہیں بعض وقت لوگ ان وجوہات کو نہیں سمجھ سکتے لیکن یاد رکھو کہ جو کچھ ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ کے حکم اور ایماء سے ہو رہا ہے اب اس کے وجوہ موئے ہیں بائیس برس پہلے خدا نے براہین میں مجھے اسکی خبر دی اور پھر متواتر وقتاً فوقتاً وہ اطلاع دیتا رہا یہانتک کہ جب ابھی پنجاب کے دو ضلعوں میں تھی تو اس نے مجھے بتایا کہ کل پنجاب اسکی اثر سے متاثر ہو جائے گا۔ اسوقت لوگوں نے اسپر ہنسی کی مگر اب بتائیں کہ ان کی ہنسی کا کیا جواب ہوا؟ اجنبی لوگ اگر نہ مانیں تو نہ سہی مگر ہماری جماعت جو دو نشانات کو دیکھتی ہے اُسے

چاہیے کہ ایسی تبدیلی کرے جو شخص امن کے زمانہ میں خدا سے ڈرتا ہے وہ بچایا جاتا ہے ڈرنیوالے زمانہ میں تو ہر ایک ڈرتا ہے جب سونٹا اٹھایا جاوے تو اس سے بھیڑ بکری کتا بلی سب ڈرتے ہیں انسان کی اس میں کونسی خوبی ہے یہ تو اسحالت میں ان سے جا ملا۔ ورنہ اسکی دانشمندی اور دوربینی کا یہ تقاضا ہونا چاہیے تھا کہ پہلے ہی سے ڈرتا۔ بعض گاؤں میں سخت تباہی آرہی ہے یہاں تک کہ گھروں کے گھر مقفل ہو گئے۔ جب زور سے پڑتی ہے تو پھر کھا جانے والی آگ کی طرح ہوتی ہے۔

ایک بار بلاد شام میں پڑی تھی تو جانوروں تک کی صفائی اس نے کر دی تھی یہ بڑی خطرناک بلا ہے اس سے بیخوف ہونا نادانی ہے حقیقی ایمان ایک موت ہے جب تک انسان اس موت کو اختیار نہ کرے دوسری زندگی مل نہیں سکتی۔ جو لوگ نری بیعت کر کے چاہتے ہیں کہ خدا کی گرفت سے بچ جائیں وہ غلطی کرتے ہیں انکو نفس نے دھوکا دیا ہے دیکھو طبیب جس وزن تک مریض کو دوا پلانی چاہتا ہے اگر وہ اس حد تک نہ پیوے تو شفا کی اُمید رکھنی فضول ہے مثلاً وہ چاہتا ہے کہ دس تولہ استعمال کرے اور یہ صرف ایک ہی قطرہ کافی سمجھتا ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا پس اس حد تک صفائی کرو اور تقویٰ اختیار کرو جو خدا کے غضب سے بچانیوالا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ رجوع کرنیوالوں پر رحم کرتا ہے کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو دنیا میں اندھیر پڑ جاتا۔ انسان جب متقی ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسکے اور اُسکے غیر میں فرقان رکھ دیتا ہے اور پھر اُسکو ہر تنگی سے نجات دیتا ہے نہ صرف نجات بلکہ یرزقہ من حیث لا یحتسب پس یاد رکھو جو خدا سے ڈرتا ہے خدا اُسکو مشکلات سے رہائی دیتا ہے اور انعام و اکرام بھی کرتا ہے اور پھر متقی خدا کے ولی ہو جاتے ہیں۔

تقویٰ ہی اکرام کا باعث ہے کوئی خواہ کتنا ہی لکھا پڑھا ہوا ہو وہ اسکی عزت و تکریم کا باعث نہیں اگر متقی نہ ہو لیکن اگر ادنیٰ درجہ کا آدمی بالکل اُمی ہو مگر متقی ہو وہ معزز ہوگا یہ دن خدا تعالیٰ کے روزہ کے ہیں انکو غنیمت سمجھو اس سے پہلے کہ وہ

اپنا روزہ کھولے تم اُس سے صلح کر لو۔ اور پاک تبدیلی کر لو۔ جنوری کا مہینہ باقی ہے فروری میں پھر وہی سلسلہ شروع ہونیوالا ہے۔ ایسی بلاؤں کا باعث خدا کی تکذیب ہوتی ہے اس لیے اور کوئی علاج کارگر نہیں ہو سکتا۔ بعض صحابہ بھی اس مرض سے مرے ہیں لیکن وہ شہید ہوئے جیسے لڑائیاں جو دشمنوں کی ہلاکت کا موجب تھیں انمیں مرنے والے صحابہ بھی شہید ہوئے تھے۔ جو نیک آدمی مرجاتا ہے اُسکو بشارت شہادۃ ملتی ہے جو بد آدمی مرتا ہے اُسکا انجام جہنم ہے۔ جو شخص نیکیوں میں ترقی کرتا اور خدا سے پناہ مانگتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ اُسکو بچا لیتا ہے دیکھو ایک لاکھ چوبیس ہزار یا کم و بیش واللہ اعلم پیغمبر گذرے ہیں مگر کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ انمیں سے کوئی طاعون سے بھی ہلاک ہوا تھا؟ ہرگز نہیں۔ یہ بلا بھی مامور ہوتی ہے اور خدا کے حکم سے نازل ہوتی ہے اُسکی مجال نہیں کہ بلا حکم کوئی کام کرے ✦

یہاں حضرت نے ہاتھی والی رویا سنائی جو کئی مرتبہ شائع ہوئی۔

پھر فرمایا کہ اگرچہ آجکل کسیقدر امن ہے مگر میں ڈرتا ہوں کہ وہ وقت خطرناک زور کا قریب ہے اسلیے ہماری جماعت کو ڈرنا چاہیے اگر کسی میں تقویٰ ہو جیسا کہ خدا تعالیٰ چاہتا ہے تو وہ بچایا جائیگا اس سلسلہ کو خدا نے تقویٰ ہی کے لیے قائم کیا ہے کیونکہ تقویٰ کا میدان بالکل خالی ہے۔ پس جو متقی بنیں گے اُنکو معجزہ کے طور پر بچایا جائے گا۔

عرب صاحب نے پوچھا کہ جو لوگ حضور کو بُرا نہیں کہتے اور آپ کی دعوۃ کو نہیں سنا وہ طاعون سے محفوظ رہ سکتے ہیں یا نہیں؟

فرمایا میری دعوت کو نہیں سنا تو خدا کی دعوت تو سنی ہے کہ تقویٰ اختیار کریں۔ پس جو تقویٰ اختیار کرتا ہے وہ ہمارے ساتھ ہی ہے خواہ اس نے ہماری دعوۃ سنی ہو یا نہ سنی ہو کیونکہ یہی غرض ہے ہماری بعثت کی۔

اسوقت تقویٰ عنقا یا کبریت کیطرح ہوگیا ہے۔ کسی کام میں خلوص نہیں رہا بلکہ ملونی ملی ہوئی ہے خدا چاہتا ہے کہ اس ملونی کو جلا کر خلوص پیدا کرو۔ اسوقت ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ کا نمونہ ہے آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت یورپ اور دیگر ممالک کی بگڑی ہوئی حالتوں کا علم نہ تھا خدا تعالےٰ کی وحی پر ایمان تھا اور اب عرفان کی حالت پیدا ہو گئی ہے جو چاہے ان ممالک میں جا کر دیکھ لے

۴ جنوری سنہ ۱۹۰۳ء

(صبح کی سیر)

حالات متعلقہ طاعون ہی پر سلسلہ کلام جاری رہا۔ اور اسی کے حسب حال نصائح فرماتے رہے جن کا بہت بڑا حصہ گذشتہ شب کی تقریر کا ماحصل تھا۔

البتہ اس سوال پر کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ غریب آدمی پہلے مرتے ہیں بڑے دولتمند بچے ہوئے ہیں فرمایا اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے سنۃ اللہ ایسی ہی رکھی ہے نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ہی فرمایا ہے مکہ میں قحط پڑا ابو جہل وغیرہ آرام سے گذارتے تھے۔ ابتدا میں یہ ہی شہری لوگوں کو الگ کھاتا ہے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ گناہوں کا علم تو اللہ تعالےٰ ہی کو ہوتا ہے۔

جہلم جانے کے متعلق اس امر کے جواب میں کہ لوگوں کا ہجوم ہوگا فرمایا میں بالطبع زیادہ انبوہ کو پسند نہیں کرتا۔ اشاعت کا طریق جو اللہ تعالےٰ نے ہمارے لیے رکھا ہے وہی درست طریق ہے یہاں پر ہر طبقہ کے لوگ چلے آتے ہیں اور بیعت کرتے ہیں اور خطوط کے ذریعہ بھی سلسلہ جاری ہی ہے۔

وصیّت ابراہیم

یہ ایک خطبہ کا مضمون ہے جو جمعۃ الوداع میں حضرۃ مولانا مولوی نورالدین صاحب حکیم الامۃ نے پڑھا۔ اور ایڈیٹر الحکم نے ناظرین الحکم کے لیے اپنی طرز پر لکھا۔ ایڈیٹر

وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ۔ الی آخرہٖ

البقرہ ع ۔ ۱۶ رکوع پارہ اول:

ان آیتوں میں ان کلمات شریف میں اللہ تعالےٰ ایک شخص کی راہ پر چلنے کی ہدایت فرماتا ہے اور وہ انسان اس قسم کا ہے جسکو ہر مذہب و ملت کے لوگ عموماً یا غالباً عظمت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں وہ کون ہے؟ ابو الانبیا حنفا کا باپ ابراھیم علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ یہ ابراہیم وہ ہے جسکی نسبت اس سے پہلے فرمایا وَاِذِ ابْتَلٰۤى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ کہ جب ابراہیم کو اس کے رب نے چند باتوں کے بدلے انعام دینا چاہا تو اس نے انکو پورا کر دکھایا۔

اللہ تعالےٰ جب انسان کو سچے علوم عطا کرتا ہے اور اسکا ان علوم کے مطابق عملدرآمد ہو پھر اس میں قوت مقناطیسی پیدا ہو جاتی ہے اور نیکیوں کا نمونہ ہو کر دوسروں کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ یہ درجہ اسکو تب ملتا ہے جب وہ اللہ تعالےٰ کا وفادار بندہ ہو اور اُسکی فرمانبرداری میں ایسا ثابت قدم اور مستقل مزاج ہو کر، رنج میں راحت میں عسر میں یسر میں بأسا میں ضرا میں غرض ہر حالت میں قدم آگے بڑھانے والا ہو۔ اور اللہ جل شانہٗ کی وفاداری میں چست ہو۔ اسکو حاجتیں پیش آتی ہیں مگر وہ اس کے ایمان کو ہر حال میں بڑھانے والی ہوتی ہیں کیونکہ بعض وقت حاجت پیش آتی ہے تو دعا کا دروازہ اسپر کھلتا ہے اور توجہ الی اللہ اور تضرع الی اللہ کے دروازے اُسپر کھلتے ہیں اور اسطرح جو وہ حاجتیں مال و جان کی ہوں۔ عزۃ و آبرو کی ہوں غرض دنیا کی ہوں یا دین کی اس کے تقرب الی اللہ کا باعث ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ جب وہ دعائیں کرتا ہے اور ایک سوز و رقت اور دلگدازِ طبیعت سے بابُ اللہ پر گرتا ہے اور اس کے نتیجہ میں کامیاب ہو جاتا ہے تو باب شکر اُسپر کھلتا ہے اور پھر وہ سجدات شکر بجا لا کر ازدیاد نعمت کا وارث ہوتا ہے جو ثمرات شکر میں ہیں اور اگر کسی وقت بظاہر ناکامی ہوتی ہے تو پھر صبر کے دروازے اُسپر کھلتے ہیں اور رضا بالقضا کے ثمرات لینے کو طیار ہوتا ہے + اسی طرح یہ حاجتیں جب کسی بدبخت انسان کو آتی ہیں اور وہ مالی۔ جانی یا اور مشکلات میں مبتلا ہوتا ہے۔ تو یہ حاجتیں اور بھی اسکی دوری اور مہجوری کا باعث ہو جاتی ہیں کیونکہ وہ بیقرار مضطرب ہو کر قلق کرتا اور ناامید اور مایوس ہو کر مخلوق کے دروازہ پر گرتا ہے اسوقت اللہ تعالیٰ سے ایسا بیگانہ اور ناآشنا ہوتا ہے کہ ہر قسم کے فریب و دغا سے کام لینا چاہتا ہے اگر کبھی کامیاب ہو جائے تو اسکو اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمۃ کے ذکر اور اسکی حمد و ستایش کا موقع نہیں ملتا۔ بلکہ وہ اپنی کرتوتوں اور فریب و دغا اور چالبازیوں کی تعریف کرتا اور شیخی اور تکبر میں ترقی کرتا اور اپنی حیل و تجاویز پر عُجب و ناز کرتا ہے۔ اگر ناکام ہوتا ہے تو رضا بالقضا کے بدلے اُسکی مقادیر کو کوستا اور بری نگاہ سے دیکھتا اور اپنے رب کا شکوہ کرتا ہے۔ غرض یہ حاجتیں تو سب کو ہیں اور انبیا اولیا و صدیقوں اور تمام منعم علیہ گروہ کے لیے بھی مقدر ہوتی ہیں مگر سعید الفطرۃ کے لیے وہ تقرب الی اللہ کا باعث ہو جاتیں اور اسکو مزید انعامات کا وارث بنا دیتی ہیں اور شقی مضطرب ہو کر قلق کرتا ہے اور ناکام ہو کر سخط علی اللہ کر بیٹھتا ہے۔ کامیابی پر وہ مبتلا فی الشرک ہو جاتے ہیں اور ناکامی پر مایوس۔

مشکلات اور حوائج کیوں آتے ہیں؟ انمیں باریک در باریک مصالح الٰہیہ ہوتے ہیں

کیونکہ مشکلات میں وسائط کا مہیا کرنا تو ضروری ہوتا ہے اس سے پتہ لگ سکتا ہے کہ من یشفع شفاعۃ حسنۃ کا ثواب لینا ہی کیسی نعمت الٰہی ہے اور پھر ان میں یہ حکمت ہوتی ہے کہ ان خدمات کے ثمرات مساعی جمیلہ ان کی فکر اور محنت پر اللہ تعالےٰ کو انعام دینا منظور ہوتا ہے۔ اور مظہر سنن الٰہی باطل ہوتے ہیں۔ اور نہ سلسلہ علم ظاہری کا باطل ہوتا ہے۔

غرض سچا اور پکا مومن وہ ہوتا ہے جیسا کہ حضرت امام نے شرائط بیعت میں لکھا ہے کہ رنج میں راحت میں عسر میں یسر میں قدم آگے بڑھاوے اس کا مطلب یہ ہے کہ جب ان امور کا پیش آنا ضروری ہے تو ہر ایک حالت میں فرمانبردار انسان کو چاہیئے کہ ترقی کرتا رہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرے تا کامیابی کی راہیں اسے مل جائیں۔ اور یہ ساری باتیں ابراہیمی ملۃ کے اختیار کرنے سے پیدا ہوتی ہیں۔

ابراہیمی ملۃ کیا ہے یہی کہ اللہ تعالیٰ نے انکو کہا اَسْلِمْ تو فرمانبردار ہو جا۔ انھوں نے کچھ نہیں پوچھا یہی کہا اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

اسلام کسی دعوے کا نام نہیں۔ بلکہ اسلام یہ ہے کہ اپنی اصلاح کر کے سچا نمونہ ہو صلح و آشتی سے کام لے فرمانبردار ہو سارے اعضا قلب زبان جوارح اعمال و اموال اتقیاء الٰہی میں لگ جائیں۔ منہ سے مسلمان کہلا لینا آسان ہے۔ شرک حرص طمع اور جھوٹھ سے گریز نہیں زنا چوری غفلت اور کینہ پروری ایذا رسانی سے دریغ نہیں پھر کہتا ہے میں فرمانبردار ہوں۔ یہ دعویٰ غلط ہے۔ کیسا عجیب زمانہ تھا جب یہ دعویٰ کہ نَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ نَحْنُ لَهٗ عَابِدُوْنَ۔ علیٰ رؤس الاشہاد کئے جاتے تھے ایسے پاک دعوٰن کیطرح مومن بننا چاہیے جن کی تصدیق میں خدا نے بھی فرمایا کہ ہاں سچ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے مخلص عابد ہیں۔ مومن کو اَسْلِمْ کہنے کے ساتھ ہی اَسْلَمْتُ کہنے کے لیے طیار رہنا چاہیے۔ یہی نکتہ معرفۃ کا ہے جو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے۔ اور یہی کے نہ سمجھنے کیوجہ سے فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ کے مصداق ہو جاتے ہیں بہت سے لوگ ہیں جو کہتے ہیں

کہ ہم مدارج تحقیقات پر پہونچے ہوئے ہیں اس غلط خیال نے بہت بڑا نقصان پہونچایا ہے۔ اسی سے مشرکوں نے استدلال کر لیا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَیْنَا عَلَیْهِ اٰبَآءَنَا۔ غرض ایک راستباز کی شناخت کے لیے کبھی کوئی مشکل یہود یا نصاریٰ یا منکرین امام پر نہ آتی اگر وہ سمجھتے کہ پاک رسول نے کیا دعویٰ کیا

قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ

انکو کہدو کہ میں نے کوئی نیا دعویٰ نہیں کیا نئے رسول کے لیے مشکلات ہوتی ہیں لیکن جس سے پہلے اور رسول اور نواب اور ملوک اور راستباز گذر چکے ہیں اسکو کوئی مشکلات نہیں ہوتی جن ذرائع سے پہلے راستبازوں کو شناخت کیا ہے وہی ذریعے اسکی شناخت کے لیے کافی اور محتہ ہیں۔ تعلیم میں مقابلہ کرلے اس کا چال چلن دیکھ لے کہ پہلی راستبازوں جیسا ہے یا نہیں دشمن کو دیکھ لے کہ اسی رنگ کے ہیں یا نہیں۔ آدمی کو ایک آسان راستہ نظر آتا ہے مگر خدا کے فضل سے مجھے محض اللہ ہی کے فضل سے اس آیت کے قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ کے بعد راستباز کی شناخت میں کوئی مشکل نہیں پڑی۔

مگر بات یہ ہے کہ تعلیم الٰہی کے بغیر یہ سمجھ نہیں آسکتی اور تعلیم الٰہی کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنا یہ قانون ٹھیرا دیا ہے۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ

میں پھر کہتا ہوں کہ ملت ابراہیم بڑی عجیب راحت بخش چیز ہے وہ ملۃ وہ سیرۃ کیا ہے؟ اَسْلِمْ فرمانبردار ہو کر جلد قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

پھر اس ملۃ اور سیرۃ کو چونکہ حضرۃ ابراہیم علیہ السلام نے شفا بخش رحمۃ اور نور پایا تھا اس لیے نہ صرف اپنے ہی لیے اسکو پسند کیا بلکہ وَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ الآیۃ اسی سیرۃ اور ملۃ کی ابراہیم نے اپنی اولاد کو وصیت کی۔ ایک دانا انسان اولاد کے لیے کوئی ضرر رساں چیز نہیں چاہتا مکانوں میں ان کیلئے مضبوطی۔ خوبصورتی اور دیگر لوازم کی کیسی سعی کرتا ہے اور کیوں؟ اولاد کی بہتری کے خیال سے

یہ انسانی فطرۃ میں ہے کہ وہ اولاد کی بہتری چاہتا ہے پھر ابراہیم جیسا اولوالعزم جیسا انسان جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَلَّذِیْ وَفّٰی اس نے اپنی اولاد کے لیے کیا خواہش کی ہوگی؟ اور وہ خواہش اس وصیت ابراہیمی سے ملتی ہے اور اس دعا سے اسکا پتہ ملتا ہے جو انھوں نے کی رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ الآیۃ اس وصیت پر غور کر کے ہمیں اندازہ کرنا چاہیے کہ ہم اپنی اولاد کے لیے کیا خواہش کرتے اور کیا ارادہ رکھتے ہیں۔ الغرض یہی باتیں تھیں یعنی اللہ تعالےٰ کا فرمانبردار ہونا اور اس کے احکام پر کاربند ہونا انہی کی وصیت اپنی اولاد کو کی اور اس کے پوتے کے بیٹے کریم ابن کریم یوسف بن یعقوب بن اسحاق کی یہی ملۃ تھی۔ اب تم سب اپنے اندر ہی اندر سوچو کہ کیا خواہش اور ارادے ہیں۔ میں نے ایک شخص کو کہا کہ قرآن پڑھا کرو اس نے کہا کہ میری شان کے موافق کوئی قرآن مجھے دیدو۔ میری سمجھ میں نہ آیا کہ کیوں اس نے قرآن پر خرچ کرنے سے مضائقہ کیا۔ علی العموم لوگ یہی چاہتے ہیں کہ قرآن مفت مل جاوے اور اخراجات میں خواہ کسی قدر بھی روپیہ خرچ کریں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کیطرف توجہ ہی نہیں۔ دیکھو ہمارے امام کو الہام ہو چکا ہے اور میں اسپر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ سورج کے ہوتے سورج کے وجود پر۔ وہ کہتا ہے کہ جنکی خواہش اور محبت قرآن کریم سے نہ ہوگی انکی اولاد گندہ خراب وخستہ ہوگی۔ اب تم سب اپنی اپنی جگہ دیکھو کہ بیاہ شادی اور معاشرت کے وقت کیا کیا خواہشیں ہوتی ہیں۔ ایک طرف انکو رکھو اور دوسری طرف ان پیغام الٰہی پر غور کرو۔ جو امام کی معرفۃ ملا ہے۔

پھر ابراہیم کا پوتا یعقوب اپنی اولاد کو مخاطب کر کے کہتا ہے یٰبَنِیَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى الآیۃ اے میری اولاد اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے ایک دین برگزیدہ کیا ہے فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ، پس تمکو تاکید کرتا ہوں کہ تمھاری موت آئے تو

مگر ایسے رنگ میں کہ تم مسلمان ہو۔ اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بندے ہو۔
انسان کو موت کا وقت معلوم نہیں اور پتہ نہیں اُس وقت حواس درست ہوں یا نہ ہوں اور پھر یہ امر اختیاری نہیں اس لیے یہ عقدہ کسطرح حل ہو ایک صحیح حدیث نے اس مسئلہ میں میری رہنمائی کی ہے۔ اور اُس کا مطلب یہ ہے کہ انسان جب عمل کرتا ہے تو فرشتے اُس کے اعمال کو لکھتے جاتے ہیں سعادۃ کے اعمال بھی اور شقاوۃ کے اعمال بھی اور موت کے قریب اُنکی میزان کی جاتی ہے اور پھر وہ مقادیر الٰہیہ سبقت کرتی ہیں اگر وہ لوگوں کی نظر میں نیک تھا پر اللہ سے معاملہ صاف نہیں یا اللہ سے معاملہ صاف ہے مگر لوگوں کی نگاہ میں نہیں تو وہ کتاب باعث ہوتی ہے کہ اُسکا خاتمہ اللہ کی رضا یا سخط پر جیسی صورۃ ہو ہو۔ پس ہر روز اپنے اعمال کا محاسبہ چاہیے + ایک صحابی نے ہماری سرکار صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا کہ جاہلیت میں میں نے کچھ صدقات کیے تھے کیا وہ بابرکات ہوں گے؟ ارشاد ہوا کہ اسلمت ما اسلفت یہ اسلام اُنکی ہی برکۃ سے تجھے نصیب ہوا ہے۔ موت علی الاسلام اسطرح نصیب ہو سکتی ہے کہ انسان ہر روز محاسبہ کرتا رہے اور اللہ تعالیٰ سے اپنا معاملہ صاف کرے۔ اگر تعلقات صحیح نہ ہوں تو توبہ کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ ام کنتم شہداء الآیہ تم تو موجود تھے تمھارے اسلاف گواہی دیتے ہیں کہ یعقوبؑ نے آخر وقت کیا ارشاد کیا کس کی اطاعت کرو گے؟ انھوں نے کہا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ ہم اللہ کے فرمانبردار رہیں گے جو تمھارا اور اسحٰق اور ابراہیم کا معبود تھا اور وہ ایک ہی تھا وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ہم ہمیشہ اُسی کے فرمانبردار رہیں گے۔ پس یہ حق وصیت کا ہے اور تمام وعظوں کا غرض اور اصل مقصد یہی ہے جو تمھارے سامنے پیش کیا ہے۔ اور یہ وصیت ہے ہر شخص کی جو ابو الانبیاء اور ابو الحنفاء ہے۔

اور اسی کی وصیت کو میں نے تمھارے سامنے پیش کیا ہے پس تم اپنے کھانے پینے۔ لباس دوستی محبت رنج راحت عسر یسر افلاس دولتمندی صحت اور مرض تعلقات وقطع میں اس اصول کو مد نظر رکھو کہ اللہ کی فرمانبرداری سے کوئی قدم باہر نہ ہو پس یہ وصیت تمام وصیتوں کی ماں ہے اللہ تعالیٰ تمھیں توفیق دے کہ ہر حال میں تمھیں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری مد نظر ہو اور یہ ہو نہیں سکتی جب اللہ تعالیٰ سے بغاوت ہو اور یہ بھی بغاوت ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک کو بڑا بناتا ہے اور اُسکو برگزیدہ کرتا ہے مگر یہ اُس کی مخالفت کرتا اور اس سے انکار کرتا ہے برہمو دوں نے اسی قسم کا دعویٰ کیا ہے جو وہ رسالۃ و نبوۃ کے منکر ہیں۔ یہ بغاوۃ ہے اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ وہ مطاع ہو اور وہ گویا ارادہ الٰہی کا دشمن اور باغی ہے پس اھدنا الصراط المستقیم کی دعا کرو۔ علوم پڑھاؤ اور گھمنڈ نہ کرو رنج میں راحت میں اور عسر یسر میں قدم آگے بڑھاؤ۔

خطبہ ثانی

ان اللہ یامر بالعدل والاحسان الآیہ

اس آیۃ میں بڑے حکم ہیں۔ پہلا حکم عدل کا ہے ایک عدل و انصاف بندوں کے ساتھ ہے دیکھو ہم نہیں چاہتے کہ کوئی ہم سے دغا فریب کرے یا ہمارا نوکر ہو تو وہ ہماری خلاف ورزی کرے پس ہمکو بھی لازم ہے کہ اگر ہم کسی کے ساتھ خادمانہ تعلق رکھتے ہیں تو اپنے مخدوم و محسن کی خلاف ورزی نہ کریں اپنے فرائض منصبی کو ادا کریں اور کسی سے کسی قسم کا مکر و فریب اور دغا نہ کریں یہی عدل ہے۔ ہرچہ بر خود نہ پسندی بر دیگران مپسند۔
یہ عدل باہم مخلوق کے ساتھ ہے۔ اور پھر جیسے ہم اپنے محسنوں کے ساتھ تعلقات رکھتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو محسنوں کا محسن اور مربیوں کا مربی اور رب العلمین ہے اُس کے ساتھ معاملہ کرنے میں عدل کو ملحوظ رکھیں۔ اس کے ساتھ کسیکو شریک نہ کریں اور اُسکا ند اور مقابل تجویز نہ کریں۔
اس کے بعد دوسرا حکم احسان کا ہے مخلوق کے ساتھ یہ کہ نیکی کے بدلے نیکی کرتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر سلوک کریں اللہ تعالیٰ کے ساتھ احسان یہ ہے کہ عبادۃ کے وقت ہماری یہ حالت ہو کہ ہم گویا اللہ تعالیٰ کو دیکھتے ہیں اور اگر اس مقام تک نہ پہونچیں تو یقین ہو کہ وہ ہمکو دیکھتا ہے۔
پھر تیسرا حکم ایتاء ذی القربیٰ کا ہے ذی القربیٰ کے ساتھ تعلق اور سلوک انسان کا فطری کام ہے جیسے ماں باپ بھائی بہن کے لیے اپنے دل میں جوش پاتا ہے اسی طرح اللہ کی فرمانبرداری میں متوالا ہو۔ کوئی غرض مد نظر نہ ہو۔ گویا محبت ذاتی کے طور پر اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری ہو۔
پھر چوتھا حکم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ منع کرتا ہے ہر قسم کی بے حیائیوں نافرمانیوں اور دوسرے کو دُکھ دینے والی باتوں سے اور ان بغاوتوں سے جو اللہ جل شانہ۔ یا حکام یا بزرگوں سے ہوں اور آخر میں یہ ہے یعظکم لعلکم تذکرون اللہ تعالیٰ تمھیں وعظ کرتا ہے غرض اور منشاء الٰہی یہ ہے کہ تم اسکو یاد رکھو۔ دو قسم کے وعظ ہوتے ہیں اور دو ہی قسم کے سُننے والے۔ وعظ کی دو قسمیں تو یہ ہیں کہ کچھ پیسے ملجاویں اور یا مدح سرائی ہو کہ عمدہ بولنے والا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ تمہارے وعظ میں یہ دونوں باتیں نہیں بلکہ وہ محض نصح کے لیے کہتا ہے جو کہتا ہے اور سُننے والوں میں سے ایک قسم کے لوگ وہ ہوتے ہیں جنکو اسوقت کچھ مزہ آتا ہے اور پھر یاد کچھ نہیں رہتا دوسرے بالکل کورے کا کورے ہوتے ہیں پس تم اس قسم کے سُننے والے نہ بنو بلکہ وعظ کی اس غرض کو ملحوظ رکھو لعلکم تذکرون اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے۔ آمین

آیات الرحمن

کی قیمت ایک روپیہ تھی اب رفاہ عام کے لیے آٹھ آنے کر دی گئی ہے یہ کتاب ...... ہو بلا قیمت ہو گئی ہے خاکسار سراج الحق نعمانی سے طلب کرو۔

الدین

عید الفطر کی نماز کے بعد حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب حکیم الامت نے جو خطبہ پڑھا ہے اس کو ہم اس عنوان کے تحت میں درج کرتے ہیں بحولہ وبقوتہ (ایڈیٹر)

لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی

دین کے معاملہ میں جبر نہیں وہ کھلی چیز ہے رشد اور غی الگ الگ چیزیں ہیں رشد کے اختیار کرنے اور غی کے چھوڑنے میں کسی اکراہ کی ضرورت نہیں۔ اس آیت میں تین لفظ ہیں دین۔ رشد اور غی

الدین اللہ تعالےٰ نے اپنی پاک کتاب میں جو دین کی توضیح اور تفسیر فرمائی ہے وہ یہ ہے **ان الدین عند اللہ الاسلام** اللہ تعالیٰ کے حضور دین کی حقیقت اور ماہیت کیا ہے؟ **الاسلام**! اپنی ساری قوتوں اور طاقتوں کے ساتھ اللہ کا فرمانبردار ہوجائے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان کو لے اور اس پر روح اور راستی سے عمل درآمد کرے۔ **دین** کے متعلق جبرائیل علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور سوال کیا ہے اور آپ نے صحابہ کرام کو بلکہ ہم کو آگاہ کیا ہے کہ یہ جبریل تھا اتاکم **لیعلمکم دینکم**۔ پس دین کی حقیقت اور اسکا صحیح اور سچا مفہوم وہ ہوگا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسوقت بیان فرمایا۔ **الاسلام** کے معنے یہ ہیں سر رکھدینا۔ جان سے دل سے مال سے غرض ہر پہلو اور ہر حالت میں اللہ تعالیٰ ہی کی فرمانبرداری کرنا۔

دین کے لئے اللہ تعالیٰ نے بہت سی چیزیں عطا فرمائی ہیں جنکے ذریعہ ہم اس کی کامل اطاعت۔ فرمانبرداری اور وفاداری کا اظہار کرسکتے ہیں اور پھر ان کے ذریعہ اندر ہی اندر قویٰ پر حکمرانی کر سکتے ہیں۔ اور ان کو الہی فرمانبرداری میں لگا سکتے ہیں۔ غرض دین کی اصل حقیقت جو قرآن شریف نے بتائی ہے وہ مختصر الفاظ میں کامل وفاداری۔ سچی اطاعت اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری ہے

الدین کا پہلا رکن یعنی الایمان

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل کے توسط سے جو کچھ صحابہ کو اور ہم کو سکھایا ہے وہ ان سوالات میں بیان ہوا ہے جو صحابہ کی موجودگی میں جبرئیل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کئے اور جنکی اصل غرض **لیعلمکم دینکم** تھی۔ ان میں سے پہلا یہ ہے **ما الایمان**؟ یا رسول اللہ ایمان کس چیز کا نام ہے؟ فرمایا **ان تومن باللہ**۔ ایمان کی عظیم الشان اور پہلی جزو ایمان باللہ ہے۔ اور یہ بالکل سچی بات ہے کہ ایمان کا سرچشمہ اور اسکی ابتدا اللہ پر یقین کرنے سے شروع ہوتی ہے **ایمان باللہ** کیا چیز ہے؟ اللہ تعالےٰ کو جمیع صفات کاملہ سے موصوف اور تمام محامد اور اسماء حسنیٰ کا مجموعہ اور مسمی اور تمام بدیوں اور نقایص سے منزہ یقین کرنا۔ اور اسکے سوا کسی شے سے کوئی امید وبیم نہ رکھنا اور کسی کو اسکا ند اور شریک نہ ماننا یہ **ایمان باللہ** ہے۔ جب انسان اللہ تعالےٰ کو ان صفات سے موصوف یقین کرتا ہے تو ایسے خدا سے وہی قرب اور تعلق پیدا کرسکتا ہے جو خوبیوں سے موصوف اور بدیوں سے پاک ہوگا۔ پس جس جس قدر انسان فضائل کو حاصل کرتا اور رزائل کو ترک کرتا ہے اسیقدر وہ اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے قرب کے مدارج اور مراتب کو بڑھاتا اور اللہ تعالےٰ کی ولائت میں آتا جاتا ہے۔ کیونکہ پاک کو گندے کے ساتھ قرب کی نسبت نہیں ہوسکتی اور جوں جوں رزایل کیطرف جھکتا اور فضائل سے ہٹتا ہے اسیقدر اللہ تعالیٰ کے قرب سے محروم ہوکر اس کے فیضان ولایت سے دور اور مہجور ہوتا جاتا ہے۔

یہ ایک قابل غور اصل ہے اور اسکو کبھی بھی ہاتھ سے دینا نہیں چاہیئے۔ صفات الہی پر غور کرو۔ اور وہی صفات اپنے اندر پیدا کرو۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ **قرب الہی** کی راہ قریب ہوتی جائیگی۔ اور اسکی قدوسیت اور سبحانیت تمہاری پاکیزگی اور طہارت کو اپنی طرف جذب کریگی۔ بہت سے لوگ اس قسم کے ہیں جو خود ناپاک اور گندی نیت رکھتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ کیوں ہمکو قرب الہی حاصل نہیں ہوتا؟ وہ نادان نہیں جانتے کہ ایسے لوگوں کو قرب الہی کیونکر حاصل ہو۔ جو اپنے اندر پاکیزگی اور طہارت پیدا نہیں کرتے قدوس خدا ایک ناپاک انسان سے کیسے تعلق پیدا کرے؟

ایمان بالملائکہ کی اصل غرض

ایمان باللہ کے بعد دوسری جزو ایمان کی **ایمان بالملائکہ** ہے۔ ایمان بالملائکہ کے متعلق مجھے اللہ تعالیٰ نے یوں سمجھ دی ہے کہ انسان کے دل پر ہر وقت ملک اور شیطان نظر رکھتے ہیں۔ اور یہ امر ایسا واضح اور صاف ہے کہ اگر غور کرنے والی فطرت اور طبیعت رکھنے والا انسان ہو تو بہت جلد اسکو سمجھ لیتا ہے بلکہ موٹی عقل کے آدمی بھی معلوم کرسکتے ہیں اور وہ اس طرح پر کہ بعض وقت یکایک بیٹھے بٹھائے انسان کے دل میں نیکی کی تحریک ہوتی ہے یہانتک کہ ایسے وقت بھی تحریک ہوجاتی ہے جبکہ وہ کسی بڑی بدی اور بدکاری میں مصروف ہو۔ میں نے ان امور پر مدتوں غور کی اور سوچا ہے اور ہر ایک شخص اپنے دل کی مختلف کیفیتوں اور حالتوں سے آگاہ ہے وہ دیکھتا ہے کہ کبھی اندر ہی اندر کسی خطرناک بدی کی تحریک ہورہی ہے اور پھر محسوس کرتا ہے کہ معاً دل میں رقت اور نیکی کی تحریک کا اثر پاتا ہے یہ تحریکات نیک یا بد جو ہوتی ہیں بدوں کسی محرک کے تو ہو نہیں سکتی ہیں پس یہ وہی بات ہے جو میں نے ابھی کہی ہے کہ انسان کے دل کی طرف ملائکہ اور شیاطین نظر رکھتے ہیں۔ پس ایمان بالملائکہ کی اصل غرض یہ ہے کہ ہر نیکی کی تحریک پر جو ملائکہ ہی کی طرف سے ہوتی ہے کبھی کسل وکاہلی سے کام نہ لے اور فوراً اس پر عمل کرنے کو طیار ہوجاوے اور توجہ کرے اگر ایسا نہ کریگا تو **واعلموا ان اللہ یحول بین المرء وقلبہ** کا مصداق ہوکر پھر نیکی کی توفیق سے بتدریج محروم ہوجائے گا۔

[illegible]

یہ پکی بات ہے کہ جب انسان نیکی کی تحریکوں کو ضائع کرتا ہے تو پھر وہ ملائکہ

وقت مغرصت، اور موقع نہیں ملتا۔ اگر انسان اسوقت متوجہ ہو جاوے تو معاً نیک خیال کی تحریک ہوتی ہے چونکہ اس خواہش کا محرک محض فضل الٰہی سے ملک ہوتا ہے جب انسان اسکی تحریک پر کاربند ہوتا ہے تو پھر اس فرشتہ اور اسکی جماعت کا تعلق بڑھتا ہے اور پھر اس جماعت سے اعلیٰ ملائکہ کا تعلق بڑھنے لگتا ہے یہانتک کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو جاتا ہے۔

ایک حدیث میں صاف آیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی سے پیار کرتا ہے تو جبرئیل کو آگاہ کرتا ہے تو وہ جبرئیل اور اسکی جماعت کا محبوب ہوتا ہے اسیطرح درجہ بدرجہ وہ محبوب اور مقبول ہوتا جاتا ہے یہانتک کہ وہ زمین میں مقبول ہو جاتا ہے۔ یہ حدیث اسی اصل اور راز کی حل کرنیوالی ہے جو میں نے بیان کیا ہے ایمان بالملایکہ کی حقیقت پر غور نہیں کی گئی اور اسکو ایک معمولی بات سمجھ لیا جاتا ہے۔ یاد رکہو کہ ملائکہ کی پاک تحریکوں پہ کاربند ہونے سے نیکیوں میں ترقی ہوتی ہے یہانتک کہ انسان اللہ تعالیٰ کا **قرب** اور دنیا میں **قبول** حاصل کرتا ہے۔ اسیطرح پر جیسے نیکیوں کی تحریک ہوتی ہے میں نے کہا ہے کہ بدیوں کی بہی تحریک ہوتی ہے اگر انسان اسوقت تعوذ استغفار سے کام نہ لے دعائیں نہ مانگے لاحول نہ پڑہے تو بدی کی تحریک اپنا اثر کرتی ہے اور بدیوں میں مبتلا ہو جاتا ہے پس جیسے یہ ضروری ہے کہ ہر نیک تحریک کے ہوتے ہی اسپر کاربند ہونے کی سعی کرے اور سستی اور کاہلی سے کام نہ لے یہ بہی ضروری ہے کہ ہر بد تحریک پر فی الفور استغفار کرے لاحول پڑہے۔ درود شریف اور سورۃ فاتحہ پڑہے اور دعائیں مانگے۔

یہ بات بہی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ایمان باللہ کے بعد ایمان بالملائکہ کو کیوں رکہا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ ساری سچائیوں اور پاکیزگیوں کا سرچشمہ تو جناب الٰہی ہی ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے پاک ارادے ملایکہ پر جلوہ گری کرتے ہیں اور ملائکہ سے پاک تحریکیں ہوتی ہیں۔ ان نیکی کی تحریکوں کا ذریعہ دوسرے درجہ پر چونکہ ملائکہ ہیں اس لئے ایمان باللہ کے بعد اسکو رکہا۔

ملایکہ کے وجود پر زیادہ بحث کی اسوقت حاجت نہیں یہ تحریکیں ہی ملایک کے وجود کو ثابت کر رہی ہیں ان کے علاوہ لاکہوں لاکھ مخلوق الٰہی ایسی ہے جسکا ہم کو علم بہی نہیں اور نہ انپر ایمان لانے کا ہم کو حکم ہے۔ اس کے بعد تیسرا جزو ایمان کا **ایمان بالکتب** ہے

براہ راست مکالمہ اول فضل ہے پہر ملایکہ کی تحریک پر عمل کرنا اسکے قرب کو بڑہاتا ہے انکے بعد کتاب اللہ کے ماننے کا مرتبہ ہے کتاب اللہ پر ایمان بہی اللہ کے فضل اور ملایکہ ہی کی تحریک سے ہوتا ہے۔ اللہ کی کتاب پر عمل درآمد جو سچے ایمان کا مفہوم اصلی ہے چاہتا ہے محنت اور جہاد۔ چنانچہ فرمایا **والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا** یعنی جو لوگ ہم میں ہو کر مجاہدہ اور سعی کرتے ہیں ہم انپر اپنی راہیں کہول دیتے ہیں۔ یہ کیسی سچی اور صاف بات ہے میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیوں اختلاف کے وقت انسان مجاہدات سے کام نہیں لیتا۔

کیوں ایسے وقت انسان دبدہا اور تردد میں پڑتا ہے اور جب یہ دیکھتا ہے کہ ایک کچھ فتوےٰ دیتا ہے اور دوسرا کچھ تو وہ گہبرا جاتا اور کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا۔ کاش وہ **جاھدوا فینا** کا پابند ہوتا تو اسپر سچائی کی اصل حقیقت کہل جاتی۔ مجاہدہ کے ساتھ ایک اور شرط بہی ہے وہ تقوےٰ کی شرط ہے۔ تقوےٰ کلام اللہ کے لئے معلم کا کام دیتا ہے

واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ

اللہ کی تعلیم تقوےٰ پر منحصر ہے اور اسکی راہ کا حصول جہاد پر۔ جہاد سے مراد اللہ تعالیٰ کی راہ میں سعی اور کوشش ہے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں سعی اور جہاد اور تقوےٰ اللہ سے روکنے والی

ترقیات کا مانع | ایک خطرناک غلطی ہے

جس میں اکثر لوگ مبتلا ہو جاتے ہیں اور وہ یہ ہے **فرحوا بما عندھم من العلم** کسی قسم کا علم جو انسان کو ہو وہ اسپر ناز کرے اسی کو اپنے لئے کافی اور راحت بخش سمجھے تو وہ سچے علوم اور انکے نتائج سے محروم رہ جاتا ہے۔ خواہ کسی قسم کا علم ہو۔ وجدان کا۔ سائنس کا۔ صرف و نحو یا کلام یا اور علوم غرض کچھ ہی ہو انسان جب انکو اپنے لئے کافی سمجھ لیتا ہے تو ترقیوں کی پیاس مٹ جاتی ہے اور محروم رہتا ہے۔

راستباز انسان کی پیاس سچائی سے کبھی نہیں بجھ سکتی بلکہ ہر وقت بڑھتی ہے اسکا ثبوت اس سے بڑہ کر کیا ہوگا کہ ایک کامل انسان **اعلمھم باللہ۔ اتقی للہ اخشی للہ** جسکا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے وہ اللہ تعالیٰ کے سچے علوم۔ معرفتیں سچے بیان اور عمل درآمد میں کامل تہا اس سے بڑہ کر اعلم۔ اتقی اور اخشی کوئی نہیں پہر بہی اس امام المتقین اور امام العالمین کو یہ حکم ہوتا ہے **قل رب زدنی علما**

اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ سچائی کے لئے اور اللہ تعالیٰ کی معرفت اور یقین کی راہوں اور علوم حقہ کے لئے اسی قدر پیاس انسان میں بڑہے گی جسقدر وہ نیکیوں اور تقویٰ میں ترقی کرے گا جو انسان اپنے اندر اس پیاس کو بجہا ہوا محسوس کرے اور **فرحوا بما عندھم من العلم** کے آثار پائے اسکو استغفار اور دعا کرنی چاہیئے۔ کہ وہ خطرناک مرض میں مبتلا ہے جو اسکے لئے یقین اور معرفت کی راہوں کو روکنے والی ہے۔

چونکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی راہیں بے انت اور اسکے مراتب و درجات بے انتہا ہیں پہر مومن کیونکر مستغنی ہو سکتا ہے۔ اس لئے اسے واجب ہے کہ اللہ کے فضل کا طالب اور ملایکہ کی پاک تحریکوں کا متبع ہو کر کتاب اللہ کے سمجھنے میں چست و چالاک ہو۔ اور سعی اور مجاہدہ کرے تقوےٰ اختیار کرے تا سچے علوم کے دروازے اسپر کہلیں۔

غرض کتاب اللہ پر ایمان تب پیدا ہوگا جب اسکا علم ہوگا اور علم منحصر ہے مجاہدہ اور تقوےٰ پر اور **فرحوا بما عندھم من العلم** سے الگ ہونے پر۔

اس کے بعد چوتہا رکن ایمان کا **ایمان بالرسول** ہے۔ بہت سے لوگ ایسے موجود ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس ڈہیروں ڈہیر کتابیں ہیں پرانے لوگوں کی یادداشتیں ہیں ہم نیکی اور بدی کو سمجھتے ہیں کسی مامور و مرسل کی کیا ضرورت ہے؟

(باقی آئندہ)

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق خبریں اور اطلاعیں

حضرت حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام اللہ تعالے کے کامل فضل وکرم سے تندرست ہیں۔

آپ کے اہل بیت اور صحابہ کبار بھی خدا کے فضل سے ہر طرح بخیریت ہیں و الحمد علی ذلک۔

حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب دو چار روز کے لیے لاہور تشریف لے گئے تھے مع الخیر واپس قادیان تشریف لے آئے۔

آج جہلم میں مولوی کرم الدین صاحب کے مقدمہ کی پیشی ہے۔ مفصل حالات پھر۔

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اپنے ایک قدیم دوست کے ہمراہ ہفتہ زیر اشاعت میں پولیس کے دو تین آدمی ساتھ لیکر قادیان آئے اور آریہ مندر میں فروکش ہوئے اور ۱۱ جنوری ۱۹۰۳ء کو واپس چلے گئے۔ ان کے آنے اور جانے کی کیفیت بھی ہم اگلی اشاعت میں مفصل تحریر کریں گے۔ جس میں ہم دکھائیں گے کہ ان کے آنے کی کیا غرض تھی۔ اور قادیان میں آکر انہوں نے کیا کیا اور کیا لیکر گئے۔ اس کے ضمن میں وہ خط وکتابت بھی ہم درج کریں گے جو حضرت اقدس سے ہوئی۔

تفسیر القرآن کی ماہوار اشاعت کے متعلق بہت سے خطوط آ رہے ہیں جنہوں نے ہمارے اس ارادہ کو اور بھی مستحکم کر دیا ہے۔ انشاء اللہ العزیز ناظرین تفسیر القرآن کے سلسلہ کو پڑھ کر محظوظ ہوں گے پہلے نمبر کے ان مضامین کی مختصر فہرست جو علاوہ تفسیر القرآن کے ہوں گے ذیل میں دیتے ہیں۔

(۱) کچھ اپنی نسبت (۲) قرآن اپنی نسبت کیا کہتا ہے (۳) قرآن اور حدیث (۴) اصول التفسیر (۵) تفسیر القرآن کا پہلا پارہ اسپر نوٹ بعد فہرست علاوہ حصہ تفسیر القرآن کے یہ پانچ مضامین ہوں گے انمیں سے بعض غالباً مسلسل ہوں۔

دوسرے پارہ کے جسقدر اجزا اور طیار ہیں وہ بھی اسی کے ہمراہ روانہ کیے جائیں گے اب تک اس کا مکمل ہونا ہماری اپنی غفلت یا سستی کا نتیجہ نہیں بلکہ قدرتی اسباب ایسے پیش آتے رہے ہیں کہ اب تک وہ پورا نہیں ہوا۔ لیکن ہم اس توقف وتعویق کو ضرور مفید سمجھتے ہیں۔ بہر حال پہلا نمبر تو انشاء اللہ تعالے اس مہینہ کی آخری تاریخ تک شائع ہونے کی توقع کیجاتی ہے۔ بحولہ وبقوتہ۔

ہمارا سالانہ ارٹکل ۱۳ جنوری ۱۹۰۳ء سے پہلے بوجہ مصروفیت مقدمہ شروع نہیں ہو سکتا

اردو میگزین

جیسا کہ پہلے اطلاع دیجا چکی ہے کہ میگزین کے نمبر ۱۱-۱۲- جنوری ۱۹۰۳ء کے میگزین کے ہمراہ روانہ ہوں گے مگر خریداران میگزین کو معلوم ہونا چاہیے کہ اگر پہلی ہی ترتیب پر میگزین شائع ہوتا تو نمبر ۱۱- ۲۰ جنوری کو اور نمبر ۱۲- ۲۰ فروری کو اور جنوری کا میگزین ۲۰ مارچ ۱۹۰۳ء کو علی التواتر شائع ہوتے تو جبکہ جنوری ہی میں تینوں نمبر وکم ہی شائع کرنیکی کوشش کیگئی تھی تو آپ لوگ اندازہ کر سکتے ہیں کہ تین مہینے کا کام گویا ایک مہینہ میں کرنا پڑا اور اسپر مقدمہ کی وجہ سے بعض مصروفیتوں نے مہتمم مطبع کو بجائے خود کئی روز ہیڈ کوارٹر سے غیر حاضر رکھا اسلیے ان تمام مجبوریوں کے ہوتے ہوئے بھی میگزین کے تینوں نمبر ہم ۲۰ جنوری ۱۹۰۳ء تک ناظرین کو پہنچا سکیں تو وہ ہمیں معذور سمجھیں گے۔

بقیہ خط منظوم بنا بہ پیغام بیعت

اقبال

عقل نے ایک دن یہ دل سے کہا
بھولی بھٹکوں کی رہنما ہوں میں
ہوں زمیں پر گذر فلک پہ مری
دیکھ تو کس قدر رسا ہوں میں
علم پایا ہے میں نے گود ہی میں
راز ہستی سے آشنا ہوں میں
رہبری دہر یا ہے کام مرا
رشک خضر خجستہ پا ہوں میں
ہوں مفسر کتاب ہستی کی
مظہر شان کبریا ہوں میں
تو مری ہمسری کرے تو یہ
دیدۂ ہست کی ضیا ہوں میں
بوند ایک خون کی ہے تو لیکن
غیرت لعل بے بہا ہوں میں
دل نے سنکر کہا یہ سب سچ ہے
پر مجھے بھی تو دیکھ کیا ہوں میں
راز ہستی کو تو سمجھتی ہے
اور آنکھوں سے دیکھتا ہوں میں
میرے دم سے جہان بستا ہے
اس اندھیرے میں چاندنا ہوں میں
ہے تجھے واسطہ نظاہر سے
اور باطن کو دیکھتا ہوں میں
علم تجھ سے تو معرفت مجھ سے
تو خدا جو خدا نما ہوں میں
علم کی انتہا ہے بے چینی
اس مرض کی مگر دوا ہوں میں
شمع تو محفل صداقت کی
حسن کی بزم کا دیا ہوں میں
گلشن طور میں بہار مری
قطرۂ بحر آشنا ہوں میں
تو ہے وابستہ زمان ومکاں
اور اس قید سے رہا ہوں میں

باقی آیندہ